REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد ۳۹ — شمارہ ۷

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبد الحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ
سالانہ ۶۰ روپے
ششماہی ۳۰ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۲۵۰ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ ۲۵ پیسے۔

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر - قادیان 143516

۲۵ رجب ۱۴۱۰ ہجری ۲۲ تبلیغ ۱۳۶۹ ہش ۲۲ فروری ۱۹۹۰ء

بفضلِ اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احبابِ کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے توجہ کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں ؏

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"جس نے عورت کو صالحہ بنانا ہو وہ خود صالح بنے۔ ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پرہیزگاری کے لئے عورتوں کو پرہیزگاری سکھاویں ورنہ وہ گنہگار ہوں گے۔ اور جبکہ اس کی عورت سامنے ہو کر بتلا سکتی ہے کہ تجھ میں فلاں فلاں عیب ہیں تو پھر عورت خدا سے کیا ڈرے گی۔ جب تقویٰ نہ ہو تو ایسی حالت میں اولاد بھی پلید پیدا ہوتی ہے۔ اولاد کا طیب ہونا تو طیبات کا سلسلہ چاہتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر اولاد خراب ہوتی ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ سب توبہ کریں۔ اور عورتوں کو اپنا اچھا نمونہ دکھلاویں۔ عورت خاوند کی جاسوس ہوتی ہے وہ اپنی بدیاں اس سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔ نیز عورتیں چھپی ہوئی دانا ہوتی ہیں۔ یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ وہ احمق ہیں۔ وہ اندر ہی اندر تمہارے سب اثروں کو حاصل کرتی ہیں۔ جب خاوند سیدھے رستہ پر ہوگا تو وہ اس سے بھی ڈرے گی۔ اور خدا سے بھی۔ ایسا نمونہ دکھانا چاہیئے کہ عورت کا یہ مذہب ہو جاوے کہ میرے خاوند جیسا اور کوئی نیک دنیا میں نہیں ہے۔ اور وہ یہ اعتقاد کرے کہ یہ باریک سے باریک نیکی کی رعایت کرنے والا ہے۔ جب عورت کا یہ اعتقاد ہو جاوے گا تو ممکن نہیں کہ وہ خود نیکی سے باہر رہے۔ سب انبیاء اولیاء کی عورتیں نیک تھیں اس لئے کہ ان پر نیک اثر پڑتے تھے۔ جب مرد بدکار اور فاسق ہوتے ہیں تو ان کی عورتیں بھی ویسی ہی ہوتی ہیں۔ ایک چور کی بیوی کو یہ خیال کب ہو سکتا ہے کہ میں تہجد پڑھوں۔ خاوند تو چوری کرنے جاتا ہے تو کیا وہ پیچھے تہجد پڑھتی ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۱۷-۲۱۸)

حضور انور کی مبارک دعائیں اور تمام معاونینِ "بدر" کے لئے محبت بھرا سلام

لندن
۲۹-۱۲-۸۹

پیارے مکرم ایڈیٹر صاحب "البدر" اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

آپ کا خط ملا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر سے بہتر رنگ میں کام کرنے کی توفیق دے۔ تمام معاونین کو میرا محبت بھرا سلام کہہ دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ وَالسَّلَام

خاکسار مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۲ تبلیغ ۱۳۶۹ ہش

وقفِ جدید

جلد جلد بڑھنے والی ایک نہایت مبارک تحریک

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے قبل الہام الٰہی میں آپ کی ایک پُرشوکت صفت یہ بتائی گئی تھی کہ ــــ "وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا" ــــ آپ کی ہر تحریک میں بھی یہ صفت جلوہ گر ہے۔ اور ان تحریکات میں حصہ لینے والے وجودوں میں بھی روشن تر دکھائی دیتی ہے ـ یہ صفت "وقفِ جدید" کی تحریک میں بہت نمایاں رنگ میں موجود ہے ـ لہٰذا وہ خوش قسمت افرادِ جماعت جو اس مقدس تحریک میں اپنی قربانیاں پیش کرتے چلے جا رہے ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے حسب استعداد واخلاص روحانی اور جسمانی اعتبار سے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ سب خلوص و محبت کا کرشمہ ہے ؎

محبت اک سمندر ہے وہ بھی اتنا بسیط ؛ کہ اس میں کوئی تصور نہیں کنارے کا

حضرت مصلح موعودؓ اس تحریک کی اہمیت بتاتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"یہ کلام اللہ تعالیٰ کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے، اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں میں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا۔ ...... خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے ـ اور میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اُتارے گا" (الفضل ۷ جنوری ۱۹۵۸ء) ـ فرمایا :-

"وقفِ جدید کی تحریک جس قدر مضبوط ہوگی اسی قدر خدا تعالیٰ کے فضل سے صدر انجمن احمدیہ اور تحریکِ جدید کے چندوں میں اضافہ ہوگا" (پیغام ۲۰ نومبر ۱۹۶۲ء)

ہر احمدی گواہ ہے کہ جب سے تحریک وقفِ جدید کا آغاز ہوا ہے تب سے نہ صرف یہ کہ یہ تحریک آگے سے آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے بلکہ چندہ جات کی دوسری مدات میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

"وقفِ جدید" کی اپنی رفتارِ ارتقاء ملاحظہ ہو کہ اس تحریک کا آغاز پاکستان اور ہندوستان کی جماعتوں کے لئے ہوا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور آگے بڑھایا اور احمدی بچوں کو اس میں شامل کرتے ہوئے فرمایا ــــ "وقفِ جدید کے مالی جہاد میں ہر بچے کو شامل کریں" ــــ (الفضل ۳ اکتوبر ۱۹۶۶ء) ــــ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس تحریک کو اور آگے بڑھاتے ہوئے اسے عالمی سطح پر پھیلا دیا ہے ـ یہ حقائق اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ جو مخلصین قلبی بشاشت سے اس جشنِ تشکر کے سال میں نمایاں اضافہ کے ساتھ حصہ لیں گے، وہ روحانی اور جسمانی برکات سے بھی نمایاں حصہ پائیں گے ـ اور اللہ تعالیٰ دنیوی ملونیوں کی اسیری سے انہیں جلد رستگاری عطا فرمائے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ "وقفِ جدید" کے نئے سال کا آغاز کرتے ہوئے اس سلسلہ میں فرماتے ہیں :-

"دنیا میں لکھوکھا احمدی ذاتی طور پر اس بات کے گواہ ہیں۔ بچے بھی گواہ ہیں، مرد بھی، عورتیں بھی اور سب دنیا پر جماعت کے ساتھ خدا تعالیٰ یہی سلوک کرتا ہے کہ اخلاص کے ساتھ خدا کی راہ میں کچھ پیش کرنے والے کی قربانی کی توفیق بھی بڑھتی ہے ـ اور مالی وسعت بھی اس کو عطا ہوتی ہے ـ پس وقفِ جدید میں جب ہم افراد کی تعداد میں اضافہ پر زور دیتے ہیں تو میری نیت اس میں ہمیشہ یہی ہوتی ہے تاکہ وہ احمدی بھی جو اب تک مالی قربانی کی لذت سے محروم ہیں اور اس کی برکتوں سے محروم ہیں، ان کو اس بہانے ایک موقعہ میسر آ جائے اور پھر خدا کے فضل کے ساتھ وہ ہر دوسری تحریک میں بھی خود بخود آگے بڑھنے لگیں۔ اس پہلو سے بہت سا کام ہونا ابھی باقی ہے ـ اگرچہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، اس سال خدا کے فضل کے ساتھ ہر پہلو سے جماعت میں اضافہ ہوا ہے ـ وقفِ جدید کے چندے میں بھی اضافہ ہوا ہے ـ وقفِ جدید کی قربانی کرنے والے افراد کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے"

(مبارکہ، یکم فروری ۱۹۹۰ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس راہ میں ضمیر کی آواز کو بلند کرتے ہوئے اور محاسبۂ نفس کے ساتھ آگے سے آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے ـ آمین ــ

ممکن نہیں خدا کی قسم احتسابِ ذات ؛ جب تک ضمیر تیرا محتسب نہ ہو

عبدالحق فضل

مشاہداتِ قادیان دارالامان

بموقعہ جلسہ سالانہ ۱۳۶۸ ہش (۱۹۸۹ء)

از مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب ـ ربوہ

خوشا نصیب کہ پھر ہم نے قادیاں دیکھا
قدم قدم پہ خدا کا وہاں نشاں دیکھا

بوقتِ شب ہوئے داخل دیارِ جاناں میں
ہر ایک سمت چراغوں کا اک جہاں دیکھا

وقار و حسن سے معمور پھر وہی مینار
خدا کے بندوں کی بستی کے درمیاں دیکھا

پگھل گیا مرا دل اس پہ جب نگاہ پڑی
درود پڑھتے ہوئے سوئے آسماں دیکھا

قدم پڑے جو تقدس مآب بستی میں
ہر ایک چہرے پہ نورِ خدا عیاں دیکھا

جنابِ فضلِ عمرؓ کا پسر وسیم احمد
مسیحِ پاک کی بستی کا پاسباں دیکھا

لوائے امن کے سایہ میں دس ہزار نفوس
فلک کی آنکھ نے پھر شوقِ قدسیاں دیکھا

ہر ایک شخص نے سن کر پیامِ عالی مقام
تصورات کی دنیا میں جانِ جاں دیکھا

نئی صدی میں وہ پہلا ہجومِ ارضِ حرم
ہر ایک قوم نے اک جشن کا سماں دیکھا

بفیضِ سرورِ کونین باغِ احمدؑ میں
خدا کے نور کا چشمہ رواں دواں دیکھا

درِ حبیبؑ کے درویش عاجز و مسکیں
محبتوں کا جنہیں بحرِ بیکراں دیکھا

وفورِ جذبۂ خدمت سے ان کو صبح و شام
ہر ایک زائرِ بستی پہ مہرباں دیکھا

وہ بام و در جو مطہر تھے امِ طاہرؓ سے
خوشا کہ میں نے وہاں اپنا آشیاں دیکھا

جہاں سنائی تھی بچپن میں میں نے درِ ثمین
ہزار شوق و محبت سے وہ مکاں دیکھا

عجیب شان تھی "الدار" کی کہ ہر در کو
مسیحِ پاک کی عظمت کا راز داں دیکھا

بھلا سکوں گا نہ "بیت الدعا" کا نظارہ
ہر اک نفس کو جہاں ہم نے نیم جاں دیکھا

خدا کے در پہ تھی سجدہ کناں ہر ایک جبیں
ہر اک دعا سے نکلتا ہوا دھواں دیکھا

خدا کے نور کی بارش برس رہی تھی وہاں
مکانِ مہدیؑ دوراں میں لامکاں دیکھا

ہر ایک سمت سے آئے ہوئے تھے دیوانے
ہر ایک غرقِ محبت جسے جہاں دیکھا

سنا تھا شرق و مغرب کبھی نہیں ملتے
مگر یہ معجزۂ اتصال واں دیکھا

معانقوں کا تھا اک سلسلہ بصد اخلاص
ہر ایک جادہ پہ الفت کا کارواں دیکھا

نظر میں رہتی ہے آرام گاہ اہلِ بہشت
کہ جس زمیں پہ جھکا ہم نے آسماں دیکھا

ہر ایک سینہ ابلتا ہوا تنور آیا
ہر ایک آنکھ میں اک چشمۂ رواں دیکھا

نہیں ہے تابِ سخن تا بیاں مکمل ہو
ہزار چاہا مگر خود کو ناتواں دیکھا

خدا کا شکر ہے شبیرؔ نے بچشمِ خود
نئی زمین نیا آسماں وہاں دیکھا

فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا میں یہی پیغام ہے کہ اپنے نفس پر بلاوجہ اعتماد کرتے ہوئے اور تکبر کا رنگ اختیار کرتے ہوئے روحانی مضمونوں کو تم نہیں پا سکتے۔ تمہارے لئے ضروری ہے کہ انکسار اختیار کرو اور اپنے آپ کو لاشئ محض سمجھتے ہوئے قرآن اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کی پیروی کرو!

از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۵ صلح ۱۳۶۹ ہش مطابق ۵ جنوری ۱۹۹۰ء۔ بمقام مسجد فضل لندن

محترم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر P.S. لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے۔ ——— (ایڈیٹر)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت کی:۔

وَ اِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ ﴿۶۷﴾ وَ مِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَ الْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَ اَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعْرِشُوْنَ ﴿۶۹﴾ ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۷۰﴾

(سورۃ النحل: آیات ۶۷ تا ۷۰)

پھر فرمایا:۔

یہ آیات کریمہ جن کا آج کے خطبے کے لئے میں نے انتخاب کیا ہے، ان کو آج کے خطبے کا موضوع بنانے کی طرف ایک دوست کے خط نے توجہ دلائی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے انہوں نے مجھے لکھا کہ اول تو ان آیات میں میرے لئے ایک اشکال پایا جاتا ہے اور اس کا حل چاہتا ہوں۔ دوسرے ان کی ترتیب میں اور ان کے مضمون کے باہمی تعلق میں مجھے کوئی ایسی بات معلوم ہوتی ہے جو بہت گہری ہے۔ اور جس کی طرف جماعت کو توجہ دلانی چاہیئے۔ لیکن میں اس مضمون کو پا نہیں سکا۔ لیکن یہ احساس مجھے ضرور ہوتا ہے کہ اس میں کچھ ایسا اعلیٰ مضمون بیان ہوا ہے جو جماعت کے سامنے پیش ہونا چاہیئے۔ اس لئے میں صرف خط کے ذریعہ اس کا جواب نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ اگر موقعہ میسّر آئے تو کسی خطبے میں ان آیات کو اپنے خطبہ کا موضوع بنا لیں۔

جو اشکال اُن کے ذہن میں تھا، اس کی طرف جب میں ترجمہ کر چکوں گا تو پھر میں آپ کو متوجہ کروں گا۔ پہلے میں ان آیات کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ پھر اس کے بعد جو سوال اٹھایا گیا ہے اس پر روشنی ڈالوں گا۔ ترجمہ یہ ہے کہ وَ اِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً — اے بنی نوع انسان! تمہارے لئے دودھ دینے والے جانوروں میں یا چوپایوں میں ایک عبرت ہے۔ ایک ایسی بات ہے جس سے تمہیں سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ وَ اِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ ہم تمہیں پلاتے ہیں اس چیز سے جو اُن کے پیٹوں میں ہے۔ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ۔ جو گوبر اور خون کے درمیان پیدا ہونے والی چیز ہے۔ جیسے دودھ کہا جاتا ہے۔ اور وہ بہت ہی اچھا ہے مزے کے لحاظ سے بھی اور صحت کے لحاظ سے بھی۔ پھر فرمایا: وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَ الْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا اور تمہارے لئے اس بات میں بھی ایک عبرت ہے کہ ہم نے جو پھل تمہارے لئے پیدا کئے ہیں مثلاً کھجور اور انگور۔ اُن سے تم شراب بھی بناتے ہو جس سے نشہ پیدا کرتے ہو اور رزق حسنہ بھی اسی سے حاصل کرتے ہو۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۔ اس بات میں صاحب عقل لوگوں کے لئے ایک بہت بڑا نشان ہے۔ وَ اَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی فرمائی اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا کہ تُو اپنا مکان پہاڑوں پر بنا۔ یا اپنے مکان تم پہاڑوں پر بناؤ اور درختوں پر اور اُن بیلوں پر جن کو اونچی جگہوں پر چڑھایا جاتا ہے۔ پھر ہر قسم کے پھلوں سے تم رزق حاصل کرو۔ کچھ کھاؤ۔ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا۔ اور خدا کی مقرر کردہ راہوں پر عاجزانہ حرکت کرو۔ اطاعت کے ساتھ اُن راہوں پر چلو جو خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے مقرر فرمائی ہیں۔ یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ۔ ایسی صورت میں فرمایا کہ اُن کے یعنی ان شہد کی مکھیوں کے پیٹ سے ایک ایسی شراب نکلتی ہے جس کے رنگ مختلف ہیں اور جس میں بنی نوع انسان کے لئے بہت بڑی شفاء ہے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ۔ اس بات میں اُن لوگوں کے لئے ایک بہت بڑا نشان ہے جو فکر کرتے ہیں۔

جو اشکال انہوں نے اٹھایا وہ یہ تھا کہ

قرآن کریم تو شراب کو حرام قرار دیتا ہے

اور یہاں پہلی آیت میں نعمت کے طور پر شراب کا ذکر فرمایا ہے۔ گویا خدا تعالیٰ اپنی نعمتیں جتا رہا ہے۔ اور فرمایا کہ دیکھو کھجور سے اور انگوروں سے تم شراب بھی بناتے ہو۔ تو ایک حرام چیز کا نعمتوں میں کیسے ذکر آ گیا؟ اس بات کا جواب جب میں ان آیات کے باہمی رابطے اور ان کے مضمون پر روشنی ڈالوں گا تو اس میں خود بخود آ جائے گا۔ سب سے پہلی چیز یہ سمجھنے والی ہے کہ

یہاں عبرت کا مضمون بیان ہو رہا ہے

عبرت میں ایسی نصیحت پکڑنا مراد ہوتی ہے جس سے فائدہ نہ اٹھانے کی صورت میں نقصان پہنچتے ہیں۔ اور جس کے نتیجے میں ان لوگوں کی تاریخ سامنے آ جاتی

ہے جن کو اُن خاص چیزوں سے استفادہ نہ کرنے کے نتیجے میں بڑے بڑے ضرر پہنچ چکے ہوں۔ بڑے بڑے نقصانات پہنچ چکے ہوں۔ مثلاً فرعون کی قوم ایک عبرت کا نشان بن گئی اور دُوسری پہلی قومیں جنہوں نے انبیاء کی مخالفت کی اور اس کے نتیجے میں خُدا کے عذاب کا نشانہ بنیں۔ وہ ساری عبرت کا نشان بن گئیں۔ پس عبرت کا مضمون چل رہا ہے۔ اور وہ جگہ جہاں شراب بنانے کا ذکر ہے۔ اُس کا بھی عبرت کے مضمون سے تعلق ہے۔ نعمتوں کے گنانے کا مضمون نہیں ہے بلکہ عبرت کا مضمون ہے۔ دراصل خُدا تعالیٰ نے تین مثالوں میں مختلف انسانی حالتیں بیان فرمائی ہیں۔ پہلی مثال جانوروں کی ہے۔ ایسے جانوروں کی جو چوپائے کہلاتے ہیں اور جن میں دُودھ دینے کا ملکہ اللہ تعالیٰ نے ودیعت کر رکھا ہے۔ ان سب کو اللہ تعالیٰ یہ توفیق عطا فرماتا ہے کہ وہ دُودھ پیدا کریں۔ اور جو پہلی غذا وہ استعمال کرتے ہیں وہ حیوانی غذاؤں میں سب سے ادنیٰ درجے کی غذا ہے یعنی وہ نباتات، گھاس پھوس اور اس قسم کی چیزیں، سبز گھاس نہیں تو خشک گھاس، درختوں کے پتے، جتنی بھی چیزیں خُدا تعالیٰ نے رزق کے طور پر پیدا فرمائی ہیں، اُن میں سے سب سے پہلی منزل ان غذاؤں کی ہے۔ اور باقی تمام حیوانی زندگی نسبتاً اعلیٰ غذاؤں پر مبنی ہے۔ تو فرمایا کہ تمہارے لئے عبرت کا نشان یہ ہے کہ وہ "اَنْعَام" جو تمہارے نزدیک بالکل بے عقل ہیں اور اُن کو کوئی سمجھ بُوجھ نہیں ہے، دیکھو وہ کس غذا پر پلتے ہیں۔ جو غذائیں بھی ہم نے زندگی کے لئے پیدا کی ہیں۔ زندگی کو جاری رکھنے کے لئے اور اس کی پرورش کے لئے پیدا کی ہیں، اُن میں سب سے ادنیٰ درجہ کی غذا وہ ہے جو یہ "اَنْعَام" کھاتے ہیں۔ گائے۔ بھینسیں۔ بکریاں۔ بھیڑیں۔ اُونٹ۔ اُونٹ تو ایسی ایسی خوفناک غذا پہ بھی مُنہ مارتا ہے جو دُنیا کا کوئی اَور جانور کھا نہیں سکتا۔ کہتے ہیں صرف بکری اِس چیز میں اس کا مقابلہ کرتی ہے۔ اور وہ بھی "اَنْعَام" میں داخل ہے۔ پس دُودھ دینے والے جانور غذا کی سب سے ادنیٰ حالت پر پلتے ہیں۔ اور دیکھو پھر وہ اس غذا سے کیا سلوک کرتے ہیں۔ ایک طرف اس کی گندگی کو الگ کر دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف خون بنانے سے پہلے جو خالصۃً اُن کے کام آتا ہے، ایک ایسی غذا بھی بناتے ہیں جو پہلی حالت اور آخری حالت کے درمیان ہے۔ بعض مفسّرین اِن بحثوں میں اُلجھ گئے ہیں کہ یہ جو فرمایا کہ خُون اور فُضلہ کے درمیان۔ تو غالباً اس سے مراد یہ ہے کہ جسم میں جو دُودھ پیدا کرنیوالی جگہ ہے وہ اِن دونوں کے درمیان ہے اور کئی طریقوں سے اِس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی حالانکہ ہرگز یہ بات نہیں۔ ظاہری مقام کے لحاظ سے فُضلہ اور خُون جہاں جہاں بنتے ہیں اُن کے درمیان دُودھ پیدا کرنے والے اعضاء نہیں ہیں۔ بلکہ اُن کا الگ مقام ہے۔ تو یہ معنوی ذکر ہو رہا ہے۔ یہ فرمایا جا رہا ہے کہ غذا کی ادنیٰ حالت اور اعلیٰ حالت یعنی خُون بننے تک کے درمیان میں دُودھ بنتا ہے۔ اور دُودھ میں یہ خصُوصیت پائی جاتی ہے کہ وہ صرف اِن جانوروں کے اپنے کام ہی نہیں آتا، وہ دُوسروں کے بھی کام آتا ہے۔ اور تمہارے بھی کام آتا ہے۔ چنانچہ وہ غذا کی ادنیٰ حالت جو تمہارے براہِ راست کسی کام نہیں آ سکتی یعنی گھاس پھُوس، پتّے اور تنکے، خس و خاشاک، جن کے اندر انسان کے لئے براہِ راست کوئی بھی غذا موجُود نہیں، اُن چیزوں پر یہ جانور مُنہ مارتے ہیں۔ کانٹے دار جھاڑیوں پہ مُنہ مارتے ہیں۔ بدمزہ کسیلے پتّے کھاتے ہیں۔ اور اُن میں سے ایسی شیریں چیز یعنی دُودھ پیدا کر دیتے ہیں جو صرف اپنے لئے نہیں پیدا کرتے بلکہ دُوسروں کے فائدے کے لئے بھی پیدا کرتے ہیں۔ تو

کتنی عظیم الشّان خدمت ہے بنی نوعِ انسان کی جو یہ جانور کر رہے ہیں۔

اِس کے مقابل پر عام انسانوں کی مثال دی گئی۔ فرمایا: عام انسانوں کا یہ حال ہے کہ ہم اُن کے لئے اعلےٰ غذا پیدا کرتے ہیں۔ پھل اور پھلوں میں سے بھی کھجُور اور انگور جیسے اعلیٰ درجے کے پھل۔ اُن سے بعض اِنسان صحیح استفادہ بھی کرتے ہیں اور رزقِ حسنہ کے طور پر بھی اُن کو استعمال کرتے ہیں۔ لیکن بہت سے اِنسان ایسے ہیں جو اُن کے غلط اِستعمال کرتے ہیں۔ اور اعلیٰ اور پاکیزہ چیز کو ایک خبیث اور گندی چیز میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ جو بنی نوعِ اِنسان کو فائدہ پہنچانے کی بجائے اُن کے لئے شدید نقصانات کا موجب بنتی ہے۔ پس دیکھو اِن جانوروں کے مقابل پر اِن انسانوں کی کیا حالت ہے۔ وہ ارذل المخلوقات میں شمار ہوتے ہیں۔ اسفل المخلوقات میں شمار ہوتے ہیں۔ اور انسان اشرف المخلوقات میں شمار ہوتا ہے۔ وہ نہایت رذیل اور گندی اور ایسی غذا استعمال کرتے ہیں جس سے نیچے درجے کی اَور کوئی غذا نہیں۔ اور اس سے نہایت پاکیزہ خوراک پیدا کرتے ہیں۔ اپنے لئے بھی اور اشرف المخلوقات کے لئے بھی اور نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا دُودھ جس کو پی کر تم لذّت حاصل کرتے ہو اور بہت سے اس سے فائدے اُٹھاتے ہو۔ وہ یہ جانور گھاس پھُوس سے پیدا کر رہے ہیں۔ اور تمہارا یہ حال ہے کہ تمہارے لئے ہم نے پھل پیدا کئے ہیں۔ جو سب غذاؤں میں سب سے اعلیٰ درجے کی غذا ہے اور اس کو

تم نہایت رذیل قسم کی غذاؤں میں بھی تبدیل کر دیتے ہو

اور جانور تو تمہارے فائدے کے لئے یہ کام کرتے ہیں۔ تم دوسرے اِنسانوں کے فائدے کے کام بھی نہیں کرتے بلکہ ان کے لئے نقصان کا موجب بن جاتے ہو۔ فِسق و فجور کا گہرا تعلق شراب سے ہے اور شراب پینے والی قوموں میں لازماً فسق و فجور پایا جاتا ہے۔ یہ دو ایسی چیزیں ہیں جن کو آپ کبھی الگ نہیں کر سکتے۔ شراب پینے والی پاکباز قومیں آپ کو کہیں نہیں ملیں گی۔ اگر شراب کے نشے سے ہٹ کر پاکبازی اختیار بھی کرلیں اور تہذیب کے نمونے بھی دِکھائیں تب بھی شراب کی حالت میں وہ اپنی اعلیٰ خصلتوں سے محرُوم رہ جاتے ہیں۔ اعلیٰ عادات سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اور اُن کے اندر جو سب سے اَرذل ہے اور اسفل ہے وہ باہر نکلتا ہے۔ اور اس کے نتیجے میں بعض ایسے واقعات ہمارے سامنے آتے ہیں کہ خاوند اپنی بیویوں کے سر دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر پھوڑ دیتے ہیں۔ مائیں اپنے بچوں کو دیواروں کے ساتھ پٹکتی ہیں۔ اور جان سے مار دیتی ہیں۔ یہ عام روزمرّہ کے واقعات ہیں۔ یورپ میں خصُوصیت کے ساتھ اور امریکہ میں بھی ظلم اور سفّاکی کے جو واقعات ملتے ہیں، اُن میں سے بیشتر کا تعلق شراب سے ہے۔ جتنے گھر آپ کو اُجڑتے ہُوئے دِکھائی دیں گے ان میں سے اکثر کا تعلّق شراب سے ہے۔ شراب کے نتیجے میں بدکاریاں اور فِسق و فجُور کے علاوہ گھر میں ظلم اور بد اخلاقی طبعی طور پر پیدا ہوتے ہیں۔ تو یہ عبرت ہے کہ دیکھو دو قسم کے جانور ہیں۔ ایک سب سے اَدنیٰ نہیں تو عام ادنیٰ جانوروں میں شمار ہوتا ہے۔ اور ایک سب سے اعلیٰ۔ سب سے نچلے درجے کے جانوروں میں جو شمار ہوتا ہے، اُس کو اَدنیٰ غذا ملتی ہے اور اس سے وہ کیسی پاکیزہ چیزیں بنا کر تمہارے فائدے کے لئے پیش کرتا ہے اور تم جو اعلیٰ درجے کے شمار ہوتے ہو، سب سے اعلیٰ غذائیں کھا کر پھر اُن کو اَدنیٰ حالتوں میں تبدیل کر دیتے ہو۔

اس کے بعد

شہد کی مکھی کی جو مثال دی ہے

وہ دراصل ایک مثال ہے جو اعلیٰ درجے کے انسانوں پر صادق آتی ہے۔ شہد کی مکھی کا ذکر انسانوں کے بعد رکھنا، انسانوں میں سے اعلیٰ درجے کے انسانوں کی مثال کے طور پر ہے۔ چنانچہ اِس مضمون کو واضح کرتے ہُوئے فرمایا کہ وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ۔ کہ شہد کی مکھی پر خدا نے وحی نازل فرمائی اور وحی کے نتیجے میں اُس میں عظیم الشان تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ اس مکھی کے مقابل پر ایک عام مکھی بھی ہے جو وحی سے محرُوم ہے۔ اُن کی ظاہری شکلیں ایک دُوسرے سے ملتی ہیں۔ ایک ہی طرح اُڑتی ہیں۔ دیکھنے میں ایک دُوسرے سے کافی مشابہ ہیں مگر ایک وہ ہے جو گندگی پر مُنہ مارتی ہے اور ایک وہ ہے جو پھُولوں کے رَس چُوستی ہے اور پھُولوں میں ایک ایسی بات ہے جو پھلوں سے بھی اعلیٰ درجہ کی ہے۔ پھُول پھلوں کے ماں ہوتے ہیں۔ اور پھُولوں میں پھلوں کی رُوح موجُود ہوتی ہے۔ نہایت ہی اعلیٰ درجے کی رُوحانی لطیف غذا ہے جس سے اُوپر غذا کا کوئی تصوّر ممکن نہیں۔ تو قول تو شہد کی مکھی کے ساتھ ہی دوسری مکھی کا تصوّر ذہن میں اُبھرتا ہے اور فرق بھی موجود ہے۔ کہ اِن دونوں چیزوں میں فرق کیوں پڑا۔ فرمایا فرق صرف وحی کا ہے جس نے یہ فرق پیدا کر دیا ہے۔

اس لئے عام انسانوں کی مثال تو یہ ہے کہ ان کو اچھا رزق ملے تو اس کو گندگی میں بھی تبدیل کر دیتے اور اتفاقاً بعض مواقع پر یا بعض صورتوں میں اچھے رزق کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں لیکن یہ اتفاقی باتیں ہیں۔ بامقصد طور پر ایک رزق کو اعلیٰ حالت میں تبدیل کر کے بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے اس کو نکالنا یہ عام انسانوں کا کام نہیں ہے لیکن وہ لوگ جو صاحب وحی ہوتے ہیں، وہ جو خدا سے تعلق پیدا کر لیتے ہیں، وہ بنی نوع انسان جو وحی کے تعلق سے ایک اعلیٰ درجے کا مقام حاصل کر لیتے ہیں ان کی کیفیت بدل جاتی ہے پس آپ یوں کہیں گے کہ اگر ایک مکھی کو بھی وحی کیا سے کیا بنا دیتی ہے اور کیسا عظیم الشان روحانی انقلاب اس میں برپا کر دیتی ہے تو سوچو کہ ایک بشر کے اوپر جب وحی نازل ہو گی تو اس کی کیا حالت کر دے گی تو شہد کی مکھی کی مثال دراصل صاحب وحی انسانوں کی مثال ہے اور ان کا نقشہ شہد کی مکھی کی شکل میں کھینچا گیا ہے۔ اور

مومنوں کی جماعت کا بھی پورا نقشہ اس مثال میں آ جاتا ہے

فرمایا: اس کو ہم نے وحی کی اور وحی یہ کی سب سے پہلے کہ ہم تمہیں جو رزق عطا کرنے والے ہیں اور رزق کو مزید اعلیٰ درجے کے رزق میں تبدیل کرنے کا سلیقہ سکھانے والے ہیں، وہ ایسا رزق ہے جو گندی جگہ پر نہیں رکھنا چاہیئے۔ اچھی چیز کی حفاظت کی جاتی ہے۔ اچھی چیز کا خیال رکھا جاتا ہے کہ ہر قسم کے گندے اثرات سے اس کو پاک رکھا جائے تو فرمایا کہ ہم نے اس سے کہا کہ پہاڑوں پر چڑھو جہاں فضاء پاک ہوتی ہے۔ مٹی اور گند کم ہوتا ہے اور عموماً پہاڑوں کی فضاء سب سے اچھی ہوتی ہے اور زمین کی سطح پر اس کے بعد پھر درختوں کی باری آتی ہے۔ بڑے بڑے بلند درخت، ان کے اوپر اگر کبھی چڑھ کر آپ نے دیکھا ہو تو آپ کو معلوم ہو گا کہ زمین کی طرف نیچے دیکھیں، تو درختوں پر چڑھ کر ایک نمایاں لطافت کا احساس پیدا ہوتا ہے گویا ایک انسان اونچی پاکیزہ فضاء میں داخل ہو گیا ہے اور تیسرے درجے پر وہ بیلیں ہیں جو اگر اونچی جگہ چڑھانے کے لئے میسر نہ آئے تو زمین پہ پھیلیں گی مگر "مِمَّا يَعْرِشُونَ" میں یہ نقشہ کھینچا کہ ان بیلوں میں گھر بناؤ جن کو وہ اونچی عمارتوں پر چڑھاتے ہیں تو تینوں جگہ رفعت کا مضمون شامل ہے اور تینوں جگہ حفاظت کا مضمون شامل ہے کہ ایسی اعلیٰ غذا تمہیں عطا ہونے والی ہے جو نہایت لطیف نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ اس کی حفاظت کا پورا انتظام کرو اور اونچی جگہوں پر اس کو بناؤ کیونکہ وہ اونچی جگہوں پر رکھنے کے لائق ہے چنانچہ قرآن کریم کے مضمون کے ساتھ بھی یہی مضمون باندھا گیا ہے۔ رفعت کا مضمون۔ کہ اونچی جگہوں پر پڑھا جانے والا کلام اور یہ مرفوع کلام ہے پس شہد کی مکھی کے ذکر میں دراصل الہام اور وحی کی روشنی میں پرورش پانے والی قومیں اور ترقی کرنے والی قومیں مراد ہیں۔ پس فرمایا کہ پہلے تو ہم نے اس کو گھر کے متعلق نصیحت کی کہ یہ بہت ہی مقدس غذا تمہیں عطا ہونے والی ہے۔ اس لئے اس کے لئے ہر قسم کے لوازمات کا اہتمام کرو، اس کی حفاظت کا انتظام کرو۔ پھر فرمایا۔ پھر ہم نے اس سے کہا: كُلِي مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ جب حفاظت کا انتظام کر لو تو پھر غذا کھانی شروع کرو۔

اس میں بڑا گہرا معرفت کا نقطہ ہے

وہ لوگ جو اچھی چیزیں اکٹھی کرتے ہیں اور ان کی حفاظت کا انتظام نہیں کرتے وہ ان کو ضائع کر دیا کرتے ہیں اور جب تک پہلے حفاظت کا انتظام نہ ہو اس وقت تک انسان کا حق نہیں ہے کہ ہر اچھی چیز کو اکٹھا کرنا شروع کر دے۔ ایک طرف سے اکٹھا کر رہا ہو، دوسری طرف سے ضائع کر رہا ہو، یہ رزق کی بے احترامی ہے۔ تو فرمایا: ہم نے پہلے اس کو حفاظت کا سلیقہ سکھایا پھر کہا: ہاں اب جاؤ اور اچھے اچھے پھلوں پر منہ مارو اور بعینہ یہی چیز ہے جو شہد کی مکھی کرتی ہے۔ دنیا میں جس طرف آپ نظر دوڑائیں۔ پہاڑوں کی کھوہوں کو دیکھیں۔ درختوں پر چھتے بنانے والیوں کو دیکھیں۔ بیلوں میں چھتے بنانے والیوں کو دیکھیں۔ سب کا یہی طریق ہے اور اسی سنت پر وہ عمل پیرا ہیں کہ پہلے شہد کی حفاظت کا انتظام کرتی ہیں۔ پھر وہ پھلوں کی طرف اور پھولوں کی طرف مائل ہوتی ہیں۔ پھر فرمایا، فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ

اس آیت کے حصے نے اس مضمون کو خوب کھول دیا ہے

کہ یہاں دراصل اعلیٰ درجے کے انسان مراد ہیں۔ انسان سے جیسے صاحب شریعت بنایا گیا اور اس کو اعلیٰ درجے کی چلنے کی راہیں عطا کی گئیں اور سمجھائی گئیں۔ مذہب کا مطلب ہی "راہ" ہے۔ راستہ ہے۔ صراط مستقیم آپ سورۃ فاتحہ میں روزانہ کئی کئی مرتبہ پڑھتے ہیں تو سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو تعلیم دی ہے، اس تعلیم پر عمل کرنا اگر اس تعلیم پہ عمل نہیں کرو گی۔ تو پھر یہ جو فائدہ تم اپنے لئے اٹھا رہی ہو اور غیروں کے لئے فائدے کا موجب بننے والی ہو، اس سے محروم رہ جاؤ گی۔ صرف پھل کھانا کافی نہیں۔ اس طریق پر پھل کھانا اور پھولوں کا رس چوسنا ضروری ہے جس طریق پر قرآن کریم نے ہدایت فرمائی ہے یا الٰہی کتب ہدایت فرماتی ہیں تو یہ مثال بیک وقت شہد کی مکھی پر بھی اطلاق پاتی چلی جاتی ہے اور مومنوں کی جماعت پر بھی اطلاق پاتی چلی جاتی ہے۔ يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ۔ ان کے پیٹوں سے پھر ایسی غذا نکلے گی جس کے رنگ مختلف ہوں گے یعنی بظاہر وہ ایک ہی جیسے پھول ہوں گے جن کی وہ روح چوس رہی ہوں گی۔ جن کا رس چوس رہی ہوں گی اور ایک جیسے ہی پھل ہوں گے لیکن ان کے پیٹوں میں انہضام کے بعد جو چیز نکلے گی وہ مختلف رنگوں کی ہو گی۔ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ اس میں بہت ہی عظیم الشان شفاء بنی نوع انسان کے لئے رکھ دی گئی ہے۔

کلام الٰہی کو بھی شفاء کہا گیا ہے۔ کلام الٰہی کا جو خلاصہ ہے یعنی سورۃ فاتحہ، اس کا ایک نام شفاء بھی ہے تو درحقیقت یہ مثال شہد کی مکھی کے نام پر دی گئی لیکن اس کا اعلیٰ اطلاق ان قوموں پر ہوتا ہے جو وحی کی روشنی میں تعمیر کی جاتی ہیں۔ جن کی پرورش اللہ تعالیٰ کے کلام کی روشنی میں کی جاتی ہے۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مسلمانوں کی جو جماعت پیدا کی، ان پر شہد کی مکھی کی یہ مثال پوری طرح صادق آتی ہے۔ پھر فرمایا: إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ۔ اس چیز میں ایک بہت بڑا نشان ہے ان لوگوں کے لئے جو فکر کرنے والے ہیں۔ پہلی مثال بیان کرتے وقت عقل کا ذکر کیا اور دوسری مثال بیان کرتے وقت فکر کا ذکر کیا۔ اس میں کیا فرق ہے؟ یہ فرق بھی میں آپ کے سامنے کھولنا چاہتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے عقل کی تعریف فرمائی اور دو جہتوں سے عقل کی تعریف فرمائی۔ فرمایا: مَا خَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا أَكْرَمَ عَلَيْهِ مِنَ الْعَقْلِ۔ کہ خدا تعالیٰ نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جس کو اس کی عقل کی نسبت سے زیادہ عزت دی ہو یعنی ہر مخلوق کی عزت کا مقام اس کی عقل سے طے ہو گا۔ درجہ بدرجہ ہر مخلوق کو خدا تعالیٰ نے عقل کے مختلف مراحل پر قائم فرمایا ہے یا مختلف حیثیتوں کی عقلیں عطا کی ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہاں اس عقل کا ذکر فرما رہے ہیں جو فطرت میں ودیعت کی جاتی ہے جس میں انسان کی اپنی کوشش کا کوئی دخل نہیں اور ہر ذی روح کیلئے عقل کا ایک مقام مقرر ہے جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتا اور تمام حیوانات میں اس کی عزت کا مقام بھی وہ عقل کا مقام طے کرتا ہے۔ بہت ہی گہری حکمت ہے اس حدیث میں۔ آپ تمام بنی نوع انسان پر نظر ڈال کر دیکھیں اور پھر نیچے اترنا شروع کریں۔ درجہ بدرجہ حیوانات پر نظر ڈال کر دیکھیں تو آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ ان میں سے حقیقت میں اکرام کا مقام اس کو نصیب ہے نسبتاً اور تناسب کے لحاظ سے جو زیادہ صاحب عقل ہے۔ پس اس پہلو سے جب میں نے ایک دفعہ مارشس کی یونیورسٹی میں EVOLUTION پر تقریر کی تو میں نے یہ نقطۂ نگاہ پیش کیا کہ سائنس دان تو حیوانات کے درجے اور طرح سے مقرر کرتے ہیں اور درجہ بدرجہ ان کو اس طرح تقسیم کرتے ہیں کہ ان کے جسموں کی بناوٹ اور ان کے ماحول

بڑا جانور [illegible] مقام حاصل ہے۔ ان کی ظاہری شکل میں اُن کو جو ایک [illegible] مقام حاصل ہے [illegible] بڑھتا ہے۔ کسی کی نہیں ہے۔ کسی کے اندر وہ [illegible] بیٹھے ہوئے ہیں جیسا کہ گیدڑوں، گھوڑوں میں بھی پائے جاتے ہیں [illegible] بیٹھے ہوئے۔ اس طرح مختلف طریق پر انہوں نے جسمانی لحاظ سے حیوانات کو درجوں میں تقسیم کیا ہے لیکن قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ دراصل ارتقاء عقل کا ارتقاء ہے، شعور کا ارتقاء ہے اور اوّل سے آخر تک جو چیز ترقی کر رہی ہے وہ شعور ترقی کر رہا ہے۔ اس لئے حیوانات کی تقسیم ان کے شعور کے لحاظ سے ہونی چاہیئے کیونکہ

ارتقاء نام ہی شعور کے ارتقاء کا ہے

جسم کا ارتقاء نہ کبھی مقصود تھا۔ حیوانات کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جسم کا ارتقاء قانون قدرت کے نزدیک کوئی معنی رکھتا تھا۔ اس حد تک جسم کا ارتقاء ضروری تھا اور ہوا جس حد تک عقل کو اس کی ضرورت تھی۔ اس کے مطابق جسم ڈھالے گئے لیکن جسم کو عقل پر کبھی بھی فضیلت عطا نہیں ہوئی۔ چنانچہ بہت بڑے بڑے جسم رکھنے والے جانور جن کو DINOSAUR کہا جاتا ہے، ان سے زیادہ عظیم جسم کا تصور نہیں ہو سکتا وہ آناً فاناً حیوانی تاریخ میں ہلاک کر دیئے گئے۔ سائنسدان جب آناً فاناً کہتے ہیں تو یہ مراد نہیں ہے کہ چند منٹوں میں۔ حیوانی تاریخ اتنی وسیع ہے کہ کروڑوں سال تک پھیلی ہوئی ہے۔ کروڑ ہا سال تک۔ اس لئے جب وہ آناً فاناً کہتے ہیں تو مراد یہ ہے کہ شاید دس لاکھ سال ہو گئے ہوں یا چند لاکھ سال گذرے ہوں مگر یہ عرصہ حیوانی تخلیق اور ارتقاء کے دور میں آناً فاناً ہی کہلاتا ہے۔ پس اُن سب کی صف لپیٹ دی گئی اور جسم پر ان کو جو فضیلت حاصل تھی اس کے نتیجے میں اُن سے فضیلت کا کوئی سلوک نہیں کیا گیا۔ پس قرآن کریم اسی مضمون کو بیان فرماتا ہے کہ یہ عقل کا معاملہ ہے۔ عقل کے ذریعے تمہیں اس پر غور کرنا ہوگا اور عقل کی تعریف کیا ہے؟ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک انتہائی گہری تعریف فرمائی۔ فرمایا:

مَا خَلَقَ اللّٰہُ خَلْقًا اَکْرَمَ عَلَیْہِ مِنَ الْعَقْلِ

کہ خدا تعالیٰ نے کوئی بھی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جس کو اس کی عقل کی نسبت سے زیادہ عزت بخشی ہو اور یہاں عقل سے مراد کمائی ہوئی عقل نہیں ہے جو علم کے ساتھ مل کر پھر اور ترقی پاتی ہے بلکہ ودیعت شدہ عقل ہے جو فطرت میں ودیعت کی جاتی ہے اور اس پر جانور کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہے۔ دوسری حدیث میں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس کمائی ہوئی عقل کا بھی ذکر فرماتے ہیں اور لفظ کمانے کا استعمال اس پر فرماتے ہیں۔ فرمایا مَا اکْتَسَبَ اَحَدٌ شَیْئًا اَفْضَلَ مِنْ عَقْلٍ یَھْدِیْہِ اِلیٰ ھُدًی اَوْ یَرُدُّہٗ عَنْ رَدًی کہ کبھی کسی شخص نے کسی چیز نے اس سے بہتر کمائی نہیں کی کہ اس نے وہ عقل کمائی ہو یعنی پھر سنئے غور سے! کہ کبھی کسی چیز نے اس سے بہتر کمائی نہیں کی کہ اس نے وہ عقل حاصل کی ہو یا وہ عقل کمائی ہو جس سے وہ ہدایت کی طرف راہنمائی حاصل کر سکے اور بُری چیزوں سے بچ سکے اور بُری چیزوں سے پیچھے ہٹ سکے۔ یہ جو عقل کی تعریف ہے اس کا تقویٰ کی ایک تعریف پر اطلاق ہوتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ چنانچہ دو پہلو ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خصوصیت سے بیان فرمائے اوّل یہ کہ ایک عقل ہے جو کمائی جاتی ہے محنت سے، علم کے ذریعے اس کو حاصل کیا جاتا ہے اور اس عقل کی پہچان یہ ہے کہ ہدایت کی چیز نظر آنی شروع ہو جائے اور صرف نظر نہ آئے بلکہ انسان اس کو حاصل کرے۔ اگر ہدایت کی چیز کو دیکھ لے، پہچانے اور حاصل نہ کرے تو اس کا نام عقل نہیں ہے۔ بری چیز میں تمیز کر سکے اور پھر اس سے بچ سکے، اس کا نام عقل ہے۔ اور یہی مضمون تقویٰ کا ہے۔

قرآن کریم نے فرمایا: ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ (سورۃ بقرہ آیت ۳) کہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے، ہر قسم کے شکوک سے بالا ہے لیکن یہ علم کافی نہیں۔ محض اس بات کا علم ہو جانا کہ کوئی چیز ہدایت ہے یہ کافی نہیں۔ تقویٰ وہ چیز ہے جس کے ذریعے سے اس علم سے استفادہ ہوگا۔ پس ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ یہ کتاب ہدایت ہے متقیوں کے لئے۔ اور دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عقل کی یہی تعریف فرما رہے ہیں کہ عقل اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے ہدایت نظر بھی آئے اور انسان اختیار بھی کر لے۔ دوسری جگہ قرآن کریم میں جو تقویٰ کی تعریف ہے وہ ایک یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ غلط چیزوں سے پرہیز کرنا۔ گناہوں کے مقامات سے ہٹنا اور یہی مضمون حدیث میں بیان ہوا ہے کہ عقل کی دوسری تعریف یہ ہے کہ انسان مضرات سے پرہیز کرے اور نقصان دہ چیزوں سے بچ جائے۔ پس یہاں جو پہلے خدا تعالیٰ نے فرمایا ـــــ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۔ تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس مثال میں جو سادہ سی ہے، صاف نظر آ رہی ہے۔ اس مثال میں ان لوگوں کے لئے نشان ہیں، ان لوگوں کے لئے فائدے کی چیزیں ہیں جو یہ صلاحیت رکھتے ہیں کہ جب اچھی چیز کو دیکھیں تو اس کو اختیار کریں۔ اور بُری چیز کو دیکھیں تو اس سے بچ جائیں۔ پس عقل اس انسانی تمیز کی طاقت کو کہتے ہیں جو ابتدائی حالت میں ذی شعور انسان میں پائی جاتی ہے اور اس پہلو سے جانوروں میں بھی ایک حصہ عقل کا ملتا ہے لیکن جہاں "فکر" کا ذکر فرمایا وہ

"فکر" کی طاقت صرف انسان کو نصیب ہے

اور جانور کو نصیب نہیں ہے۔ دوسرے موقعہ پر جہاں شہد کی مکھی کی مثال دی ہے وہاں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ مثال ایسی نہیں ہے جو تمہیں فوراً سمجھ آ جائے۔ اب ذرا ٹھہر کر اس پر غور کرنا کیونکہ تفکر اس چیز کو کہتے ہیں کہ ایک انسان کسی چیز کی پیروی کرنا شروع کرے اور تلاش شروع کر دے۔ چنانچہ تفکر کا جو معنی عربی لغات میں ملتا ہے، اس میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ جیسے عقل کی روشنی لے کر کوئی انسان کسی چیز کی تلاش میں نکل پڑے اور اسے ڈھونڈنا شروع کر دے۔ کمپیوٹر کا جو آج کل کا تصور ہے وہ تفکر کے تصور کے نزدیک تر ہے۔ جب آپ کمپیوٹر کو ایک بات کا حکم دیتے ہیں کہ مجھے یہ چیز چاہیئے تو بجلی کی رو بڑی تیزی کے ساتھ اس اندرونی نظام میں چکر لگانے لگتی ہے اور ڈھونڈنے لگ جاتی ہے کہ کہاں یہ چیز ملے گی۔ پھر جب اس کو وہ چیز ملتی ہے تو وہاں ٹھہر جاتی ہے اور وہاں سے ایک روشنی کا دروازہ کھول دیتی ہے جو بعض چمکتے ہوئے اعداد و شمار کی صورت میں یا تصویروں کی صورت میں آپ کو پردے پر نظر آنا شروع ہو جاتا ہے۔ پس تفکر اس بات کو کہتے ہیں۔ عقل پہلا مقام ہے اور تفکر اوپر کا اور بعد کا مقام ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جو عام باتیں دیکھ کر ان سے ہدایت پانے سے محروم رہیں ان کے متعلق قرآن کریم بار بار یہی فرماتا ہے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ پھر ایک موقعہ پر فرمایا صُمٌّۢ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۔ (سورۃ البقرہ آیت: ۱۷۳) تم عقل نہیں کرتے۔ عقل نہیں کرتے۔ بار بار ایسی باتیں بیان فرماتے ہوئے جہاں توقع کی جاتی ہے کہ عام آدمی دیکھ کر ان کو معلوم کر لے گا۔ جب کچھ لوگ ایسے نظر آتے ہیں کہ وہ عام سادہ باتیں دیکھ کر پھر بھی ان کو نہیں دیکھتے اور ان سے استفادہ نہیں کرتے تو قرآن کریم ان کو متنبہ کرتا ہے کہ تم عقل کیوں نہیں کرتے یہ تو صاف نظر آنے والی باتیں ہیں۔ اس میں فکر کی کوئی ضرورت نہیں ہے غور اور تدبر کا مقام نہیں ہے، تو صاف یہ مضمون سمجھ آ جانا چاہیئے تھا۔ چنانچہ فرمایا کہ جب یہ لوگ بار بار نظر آنے والی چیزوں کو دیکھنے کے باوجود ان کا پیغام سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں تو ان کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ کہ گونگے بہرے اور اندھے ہو جاتے ہیں گویا حواس خمسہ [illegible]

سمجھا لیکن اندر کوئی پیغام نہیں پہنچاتے۔ مختل ہو چکے ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ لَا یَعْقِلُوْنَ۔ عقل نہیں کرتے۔ نہ عقل سے مراد یہ ہے کہ حواس خمسہ سے جو ظاہری دکھائی دینے والی چیزیں ہیں، وہ بظاہر نظر آتے ہوئے بھی پھر آدمی اُن سے استفادہ نہ کرسکے۔ فکر کا مضمون جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، قرآن کریم نے زیادہ گہرے مضامین کے لئے استعمال فرمایا ہے۔ اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ (سورۃ الاعراف: آیت ۱۸۵) اگر ان کو ایک نبی کی صداقت کا ظاہری طور پر علم نہیں ہو سکتا تو غور و فکر کیوں نہیں کرتے اور باتوں کے علاوہ یہ کیوں نہیں غور کرتے کہ اس شخص میں جنون کی علامتیں نہیں پائی جاتیں اور جو باتیں کر رہا ہے اُن کے نتیجے میں یہ تمہارے ہاتھوں سے نقصان اُٹھا رہا ہے۔ تمہارے سے ماریں کھاتا ہے، گالیاں کھاتا ہے۔ ہر قسم کی ذلتیں برداشت کرتا ہے اور ان شدید تکلیفوں میں سے گزرتا چلا جا رہا ہے صبر کے ساتھ اور پھر بھی باتیں کہنے سے باز نہیں آتا۔ یہ علامت تو جنون کی ہوا کرتی ہے یا پھر بہت ہی صاحب فہم اور صاحب عقل انسان ہو گا جو راستی پر قائم ہے ورنہ اس کو یہ توفیق نہیں مل سکتی۔ یہ سوچنے کی باتیں ہیں۔ فرمایا: تم جانتے ہو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم بہت ہی صاحب عقل و فہم انسان ہیں۔ پھر اُن کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسا جھوٹ بنا رہے ہیں جس کے نتیجے میں ان کو مصیبت پر مصیبت پڑتی چلی جاتی ہے۔ اگر یہ سچے نہ ہوتے تو یہ علامتیں مجنون کی علامتیں ہیں۔ یہ مراد ہے۔ تو دیکھیں اس پر استدلال کے ذریعے آپ نے ایک نتیجہ نکالا غور و فکر کے نتیجے میں آپ نے ایک مضمون حاصل کیا۔ اس لئے قرآن کریم فرماتا ہے، اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ۔ یہ فکر کیوں نہیں کرتے ان باتوں پر۔ پھر فرمایا۔ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ (سورۃ بقرہ آیات ۲۲۰-۲۲۱)۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایسی آیات ظاہر فرما دی ہیں کہ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ۔ تاکہ تم غور و فکر کرو۔ کاش کہ تم فکر کرو۔ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ اب آخرت کا جو مضمون ہے وہ براہ راست انسان کی سمجھ میں نہیں آیا کرتا۔ کیونکہ ایک ایسی دنیا سے تعلق رکھتا ہے جو نظر سے غائب ہے وہ صرف اس طرح سمجھ آسکتا ہے کہ دنیا کے مضمون پر پہلے فکر کرو، غور کرو اور اس کے نتیجے میں پھر تم آخرت کے مضمون کو سمجھنے لگ جاؤ۔ تو محض عقل کافی نہیں بلکہ تفکر ضروری ہے۔ پھر فرمایا: لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۚ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ٥ (سورۃ الحشر: آیت ۲۲)

اے بنی نوع انسان! دیکھو یہ کلام الٰہی کتنا عظیم ہے کہ اگر ہم اس کو پہاڑوں پر بھی نازل کرتے تو پہاڑ خدا کی خشیت اور اس کے رعب سے جھک جاتے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ: یہ مثالیں ہیں جو لوگوں کے لئے ہم بیان کر رہے ہیں تاکہ وہ فکر کریں۔ اب یہ مضمون ایسا ہے جو براہ راست نہیں سمجھ آتا کہ قرآن کریم پہاڑوں پر نازل ہو۔ پہاڑوں پر کیسے نازل ہو؟ اور وہ ٹکڑے ٹکڑے کیسے ہوں؟ یہ مضمون ایسا نہیں ہے جو بالبداہت صاف دکھائی دینے والا مضمون ہو۔ اس لئے یہاں فکر کا لفظ استعمال فرمایا۔ تو فرمایا کہ جو دوسری مثال ہے۔ جو شہد کی مکھی کی مثال ہے۔ اس کے مضمون کو سمجھنے کے لئے تمہیں صاحب فکر ہونا پڑے گا۔ اگر تم تفکر کرو گے اور عقل کا چراغ لے کر نکلو گے مضامین کی تلاش میں تو اس آیت میں تمہیں عظیم الشان مضامین ملیں گے اور یہ ہم تمہیں تنبیہ کر رہے ہیں کہ سرسری طور پر اس آیت سے نہ گذر جانا۔ ٹھہرو۔ غور کرو۔ فکر کرو۔ اور معلوم کرو کہ اس میں تمہارے لئے کیا پیغام ہے۔

شہد کی مکھی کے مضمون پر بہت سی عالمانہ کتب لکھی جا چکی ہیں۔ پہلے میرا خیال تھا کہ ان کتب کی روشنی میں آپ کو اس مکھی کے حالات کی تفصیل بتاؤں تاکہ تفکر کا حق پیدا ہو۔ لیکن چونکہ جمعہ کا وقت تھوڑا ہوتا ہے۔ اس تفصیل سے اس مضمون کا حق ادا کرنا ممکن نہیں تھا۔ اس لئے سردست میں نے اس حصے کو نظر انداز کر دیا ہے۔ پھر اگر توفیق ملی تو کسی وقت تفصیل سے اس مضمون پر روشنی ڈالوں گا۔ یہاں سردست اتنا بتانا کافی ہے کہ مومنوں کی جماعت جو کہ آپ ہیں۔ وہ الٰہی جماعت جو الہام کی روشنی میں پرورش پاتی ہے، اور الہام کی تعلیم سے اس کو تعلیم دی جاتی ہے اور پھر وہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد پھر اس کو اپنے عمل میں ڈھال دیتی ہے اور تعلیم کا تتبع کرتی ہے اور تکبر کے ساتھ نہیں بلکہ عاجزانہ طور پر بغیر کسی انانیت کے بغیر سوال اٹھائے ان راہوں پر چل پڑتی ہے جو راہیں خدا تعالیٰ اس کے لئے مقرر فرماتا ہے اور پھر وہ اس کے نتیجے میں روحانی رزق حاصل کرتی ہے اور جو بھی اس کو روحانی رزق ملتا ہے اُسے مزید اعلیٰ بناتی چلی جاتی ہے فکر اور تدبر کے ذریعے تو تتفکرون کا مضمون اس طور پر اندرونی طور پر بھی اس آیت پر اطلاق پا رہا ہے یعنی جب مومن کو روحانی غذا ملتی ہے تو وہ ایسی نہیں رہتی۔ جب وہ تفکر کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں اس غذا میں ایک جلا پیدا ہو جاتی ہے اور ایک نئی چیز اس سے پیدا ہو جاتی ہے اور پھر جو کچھ اس کو خدا تعالیٰ عطا کرتا ہے وہ اپنے تک نہیں رکھتا بلکہ غیروں کے فائدے کے لئے نکالتا ہے اور اس سے اس میں بنی نوع انسان کی روحانی بیماریوں کے لئے عظیم الشان شفاء پیدا ہو جاتی ہے۔

پس اگر جماعت احمدیہ وہی جماعت ہے جس کا اس آیت میں ذکر ہے اور ہمیں یقین ہے اور کامل یقین ہے کہ یہ وہی جماعت ہے۔ یہ وہی جماعت ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے قرآنی تعلیم کی روشنی میں پیدا کی اور جس کا "آخرین" میں دوبارہ پیدا ہونا مقدر تھا تو پھر آپ کے لئے ضروری ہے کہ

روحانی امور میں تفکر کی عادت ڈالیں

اور جو کچھ سوچا کریں، اس کو الہام کی روشنی میں سوچا کریں۔ انانیت کے ساتھ نہیں کیونکہ انانیت کے ساتھ اگر قرآن کریم کی کسی آیت پر آپ غور کریں گے تو آپ کا نفس آپ کو دھوکہ دے گا اور اس کے نتیجے میں شیطانی خیالات تو پیدا ہو سکتے ہیں، حقیقی معنوں میں قرآن کا عرفان نصیب نہیں ہو سکتا۔ پس فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا میں بہت ہی گہرا پیغام ہے کہ اپنے نفس پر بلاوجہ اعتماد کرتے ہوئے اور تکبر کا رنگ اختیار کرتے ہوئے روحانی معنوں کو تم نہیں پا سکتے۔ تمہارے لئے ضروری ہے کہ انکسار اختیار کرو۔ عاجزی اختیار کرو۔ اپنے آپ کو لاشئی محض سمجھتے ہوئے قرآن اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کی تعلیم کی پیروی کرو۔ اور پھر اس کی جگالی کیا کرو کیونکہ "فکر" میں مضمون کی جگالی کا مضمون داخل ہو جاتا ہے۔ پھر عقل کی روشنی پکڑو یعنی تقویٰ کے ساتھ۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔

یہاں عقل سے مراد تقویٰ ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کی تعریف سے یہ بات ثابت ہے۔ پھر جیسا کہ "فکر" کا معنی ہے کہ عقل کا چراغ لے کر انسان مضامین کا تتبع شروع کر دے تو اس مضمون میں یہاں یہ مطلب بنے گا کہ تقویٰ کی روشنی لے کر نکلو اور نئے مضامین حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ پھر اُن مضامین سے جو کچھ تم حاصل کرو، اس کو بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے رائج کرو اور یقین رکھو کہ اس میں بنی نوع انسان کے لئے عظیم الشان شفاء ہوگی۔ تم میں سے ہر ایک کے رنگ الگ الگ ہیں۔ ہر ایک کی عقلیں الگ الگ ہیں۔ ہر ایک کی فکریں الگ الگ ہیں۔ اس لئے بظاہر ایک ہی چیز کا رس چوس رہے ہو گے یعنی الٰہی تعلیمات کا لیکن تمہارے اندر سے نئے نئے رنگ کے مضامین نکلیں گے اور ہر رنگ کے مضمون میں ایک شفاء ہوگی۔ پس جماعت کی مجموعی طاقت کا راز اس بات میں ہے کہ وہ قرآن کریم کے پھولوں کا رس چوسے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے پاکیزہ کلمات کا رس چوسے اور پھر تفکر اختیار کرے اور عاجزی کے ساتھ ایسا کام کرے۔ تکبر کے ساتھ نہیں۔ اپنے نفس پر بنا کرتے ہوئے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی ذات پر بنا کرتے ہوئے اور وحی کی روشنی میں۔ اس مضمون پر غور کرتے ہوئے جب ہم وحی تک واپس پہنچتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پھر عام انسانوں

ہوا سے صاحب وحی انسان یعنی جن کی خاطر وحی نازل ہوئی جنہوں نے وحی پر عمل کیا وہ پیدا ہو سکتے ہیں اور پھر جب وہ غور و فکر کرتے ہیں تو پھر اُن میں سے وہ انسان پیدا ہوتے ہیں جن کو بطور خاص وحی نصیب ہوتی ہے اور جن کو وحی نصیب ہو جائے اُن کا علم پھر کامل ہو جاتا ہے وہ لوگ ہیں پھر جو صحیح معنوں میں شہد پیدا کر سکتے ہیں۔ پس آپ دیکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ بھی تو ماضی میں کتنے بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے جنہوں نے قرآن پر بھی غور کیا، حدیث پر بھی غور کیا اور اچھے اچھے مضامین نکالے۔ مگر وہ شفاء کا رنگ، وہ حسن اور وہ جمال اور وہ خوشبو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں آپ کو ملتی ہے۔ جو آپ نے وحی پر غور کرنے کے بعد وحی کی روشنی میں مضامین حاصل کئے ہیں اُن کا رنگ ہی اور ہے۔ پس مراد یہ ہے کہ پھر اس مقام کی طرف آگے بڑھو جس میں تم خود بحیثیت ایک ذات کے صاحب وحی بن جاؤ گے اور جب تم صاحب وحی بن جاؤ گے تو پھر یقینی طور پر تمہارے کلام میں شفاء پیدا ہو جائے گی اور تمہارے مضامین بہت اعلیٰ درجے کا رنگ اختیار کر لیں گے۔

شہد کی مکھی کی مثال میں نے پہلے بھی ایک دفعہ دی تھی۔ یہ جماعت احمدیہ کے اوپر عمومی طور پر بھی اطلاق پاتی ہے اور ایک سے زیادہ صورتوں میں اطلاق پاتی ہے۔ شہد کی مکھیاں پھولوں میں گھومتی ہیں۔ مختلف پھلوں تک پہنچتی ہیں اُن کے رس چوستی ہیں اور ایک غذا بناتی ہیں جس کو شہد کہا جاتا ہے اور اس غذا کے رنگ بھی مختلف ہیں، ان کی تاثیریں بھی مختلف ہیں لیکن اس کے علاوہ جب وہ اس غذا کو استعمال کرتی ہیں تو اس میں سے ایک اور اعلیٰ درجے کی غذا بھی نکالتی ہیں۔ یعنی شہد میں سے ایک شہد کا رس نکالتی ہیں اور اس کا نام ROYAL JELLY ہے یعنی شاہی جیلی وہ اپنے لئے نہیں رکھتیں یا کچھ استفادہ کرتی ہوں گی ضرور اس سے وہ اس کو شہد کی مکھی کے حضور پیش کر دیتی ہیں اور وہ شہد کی مکھی دراصل صرف پھولوں کے رس سے پیدا ہونے والے شہد پر نہیں بلکہ اس شہد کے خلاصے پر پل رہی ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں اس میں غیر معمولی طاقتیں پیدا ہو جاتی ہیں وہ روحانی طور پر بہت زیادہ اولاد پیدا کرنے کی اہلیت اختیار کر جاتی ہے۔ پس اس پہلو سے بھی میں نے دیکھا کہ جماعت احمدیہ پر یہ مثال بعینہٖ صادق آتی ہے۔ مختلف احمدی جب کلام الٰہی پر غور کر رہے ہیں یا دنیا کے پھولوں کے رس چوستے ہیں، ان سے عقل حاصل کر رہے ہیں تو ایک شہد بنا رہے ہوتے ہیں جس سے وہ دنیا کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور خود بھی کھاتے ہیں اور پھر اس شہد میں سے جو نہایت اعلیٰ درجے کا نکتہ اُن کو سمجھ آتا ہے وہ مجھے لکھ دیتے ہیں یا ملاقات کے وقت پیش کرتے ہیں تو جو باتیں میں آپکے سامنے پیش کرتا ہوں، دراصل یہ آپ سب کے بھیجے ہوئے تحفے ہیں جن کا خلاصہ مجھ تک پہنچتا ہے اور پھر میں دوبارہ تقسیم کر رہا ہوتا ہوں اور یہی مثال خلافت احمدیہ کے ہر خلیفہ پر صادق آتی ہے۔ خلفاء کا جو مقام ہے وہ محض عطا کرنے والا مقام نہیں ہے بلکہ وہ حاصل بھی کر رہے ہوتے ہیں اور اس پہلو سے اُن کو وہ مضامین مسلسل مل رہے ہوتے ہیں جو براہ راست آپ تک نہیں پہنچ رہے۔ ساری دنیا کی جماعت کی عقلوں کا خلاصہ اس تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ اس لئے جب کوئی دوست مجھے کوئی بات لکھتے ہیں تو میں کبھی یہ نہیں سوچتا اور اس بات کو میں تکبر اور فسق سمجھتا ہوں کہ یہ کہہ کر اس کو رد کر دوں کہ کسی عام آدمی کا کیا کام ہے کہ مجھے سمجھائے بعض دیہاتی آدمی، بعض قریباً ان پڑھ لوگ، بعض ایسے احمدی جو خود لکھنا پڑھنا نہیں جانتے، اس حد تک کہ خط بھی نہیں لکھ سکتے وہ کسی سے لکھواتے ہیں اور بعض دفعہ معرفت کا ایسا نکتہ لکھ کے بھیجتے ہیں کہ روح عش عش کر اٹھتی ہے اور اس کو میں پکڑتا ہوں اور اس سے میں استفادہ کرتا ہوں تو ہمیشہ یاد رکھیں کہ وہ ROYAL JELLY جو آپ تیار کریں گے، اس سے خلیفۂ وقت طاقت پائے گا اور اس سے اس کے اندر روحانی قوتیں پیدا ہوں گی۔ اس لئے ہمیشہ اپنی سوچوں کا نچوڑ خلیفہ کے سامنے پیش کرتے رہیں اس سے ایک ضمنی فائدہ یہ بھی ہو گا کہ جہاں آپ ایسی غلطی کر رہے ہوں کہ اس سے خطرہ ہو کہ آپ کی یہ سوچ نقصان کا موجب ہو اور خلیفۂ وقت محسوس کرے کہ یہ وحی کے تابع اُن رستوں کی سوچ نہیں ہے جن کو سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا قرار دیا گیا ہے بلکہ اُن سے ہٹ کر ہے تو وہ آپ کو متنبہ کر دے گا کہ اس پھول پر منہ نہ مارنا۔ یہ زہریلا پھول ہے۔ نہ اس سے خود اپنے لئے کچھ بناؤ، نہ کسی اور کے لئے بناؤ۔ اور ضمناً میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ بعض دفعہ شہد کی مکھیاں زہریلے پھولوں پر بھی منہ مارتی ہیں۔ یہ نہ سمجھیں کہ وہ صرف اچھے پھول پر ہی منہ مارتی ہیں اور اگرچہ بہت کم ایسا ہوا ہے مگر دنیا کے لئے چونکہ عبرت کا مضمون بیان ہو رہا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں میں یہ تجربہ بھی ہمیں بتا دیا کہ بعض شہد کی مکھیاں بعض دفعہ زہریلا شہد بنا لیتی ہیں اور وہ شہد بڑا سخت نقصان دہ ہو سکتا ہے یہاں تک کہ بعض صورتوں میں مہلک بن جاتا ہے چنانچہ محققین نے غور کر کے، تحقیق کر کے پتہ کیا ہے کہ کہاں کہاں کن علاقوں میں ایسے خطرات موجود ہیں۔ مگر بالعموم شہد اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جیسا کہ آپ جانتے ہیں، شفاء ہی کا موجب ہے تو یہ بتانا مقصود ہے اس تجربے میں کہ بعض دفعہ تم شہد کی تلاش کرتے کرتے زہر بھی اکٹھا کر سکتے ہو تو وحی کے تابع رہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خلیفۂ وقت جس کو خدا تعالیٰ نے تم پر نگران مقرر کیا ہے، تم اس کے سامنے ROYAL JELLY کے طور پر اپنی عقلوں کا نچوڑ پیش کیا کرو اور ہر بات نہیں پیش کرنی۔ یہ بھی اس میں حکمت ہے ورنہ تو خلیفۂ وقت کو کسی بات کے سوچنے کا وقت ہی نہ ملے۔ اگر کروڑ احمدی اور آگے سے اللہ کے فضل کے ساتھ پتہ نہیں کتنے ارب بننے والے ہیں، وہ ہر بات لکھیں اور ہر بات کو وہ اپنی عقل کا خلاصہ قرار دیں تو یہ ناممکن ہے کہ ان خطوں کو کوئی خلیفہ سرسری طور پر بھی پڑھ سکے۔ اس لئے ROYAL JELLY کا مضمون آپ کو یہ ہدایت کر رہا ہے کہ پہلے اُن ساری باتوں پر غور کر کے اس کا خلاصہ بنایا کریں اور جب آپ سمجھیں کہ ایک نہایت ہی اعلیٰ اور لطیف معرفت کا نکتہ ہاتھ آ گیا ہے جو اس لائق ہے کہ اس کو خلیفۂ وقت کے سامنے پیش کیا جائے تو پھر آپ پیش کیا کریں اور پھر وہ آپ کی حفاظت کرے گا، اگر وہ سمجھے گا کہ اس میں غلطی سے نعوذ باللہ نہیں، زہریلی سوچ کا کوئی حصہ داخل ہو گیا ہے تو وہ آپ کو سمجھائے گا۔ چنانچہ میں ایسے ہی کرتا ہوں۔ بعض دفعہ لوگ اپنی طرف سے بڑا معرفت کا نکتہ بھیجتے ہیں اور مجھے اس میں زہر نظر آ رہا ہوتا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوتا ہوں کہ اگر وہ اس سوچ سے نہیں بچیں گے تو ان کو بھی ہلاک کر دے گی میں اُن کو محبت اور پیار سے سمجھاتا ہوں کہ ان سوچ کی راہوں سے باز آ جائیں اور اِلّا ماشاء اللہ اکثر احمدی بہت ہی پیار سے رد عمل دکھاتے ہیں۔ کہتے ہیں جزاک اللہ۔ ہم سمجھ گئے ہیں کہ ہم کیا غلطی کر رہے تھے اور ہم توبہ کرتے ہیں تو یہ ہے وہ مضمون جو ان آیات میں بیان ہوا ہے، اگرچہ سارا مضمون تو بیان کرنے کا وقت نہیں تھا مگر میں سمجھتا ہوں کہ وہ اہم باتیں، جو جماعت کے سامنے رکھی جانی چاہئیں تھیں۔ ان میں سے ایک حصہ میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان مضامین پر مزید غور کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم میں سے ہر ایک کو وہ شہد کی مکھی بنا دے جو خدا کی وحی کے تابع اس کے رستوں پر نہایت عجز و انکساری کے ساتھ چلتی ہے اور روحانی پھلوں پر منہ مارتی ہے اور ان سے وہ شراب نکالتی ہے جو شفاء عطا کرنے والی شراب ہے، بہکانے والی شراب نہیں ہے ۔

بقیہ صفحہ نمبر ۱۵: ہمارا مذہب اسلام ہے۔ اور اسی مذہب پر ہم اپنی جانوں کو نچھاور کرتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ حالانکہ بانی جماعت احمدیہ تو فرماتے ہیں کہ میں نے جو کچھ پایا وہ صرف اور صرف اپنے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے حاصل کیا ہے اور بانی جماعت احمدیہ تو فرماتے ہیں ملاحظہ فرمایئے اور اپنے غلط نظریات کا ماتم کیجئے ...... آپ سے دردمندانہ درخواست ہے کہ پیار و محبت سے تبادلہ خیال کیجئے۔ اور وساوس کے ازالہ کے لئے محترم مولانا حمید الدین صاحب شمس فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن افضل گنج حیدر آباد سے رابطہ کیجئے۔ ہمارا لٹریچر حاصل کیجئے۔ ہمارا لٹریچر پڑھئیے اور دعا کیجئے کہ اے خدا! اگر یہ لوگ سچے ہیں تو ہمیں بھی احمدیت کو قبول کرنے کی توفیق عطا کر دے اور اگر یہ لوگ (احمدی) درست نہیں، تو ہمیں اس سے محفوظ رکھئیے۔ (ہفت روزہ آندھرا جنرل حیدر آباد ۱۳ جنوری ۱۹۹۰ء)

قبولِ احمدیت میں ہماری داستاں یہ ہے

حیاتِ حسن رضؓ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک بلند پایہ صحابی حضرت شیخ حسن صاحب (یادگیری) رضی اللہ عنہ کی نہایت ایمان افروز سوانح حیات، احمدیت کے نامور اور پہلے صحابی حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ (عرفانی الکبیر) نے "حیاتِ حسنؓ" کے عنوان سے پونے تین سو صفحات پر مشتمل تصنیف میں ۱۳۷۰ سنہ ہجری میں شائع فرمائے تھے۔ اسی تصنیف سے مندرجہ ذیل حالات ماخوذ ہیں — (ایڈیٹر)

پیدائش اور خاندانی حالات

قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ بڑی دلچسپ اور عبرت بخش ہے اور قرآن مجید نے اس حقیقت کو بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔ سیاسی اور روحانی انقلاب جب دنیا میں ہوتے ہیں تو بڑے چھوٹے ہو جاتے ہیں اور چھوٹے بڑے کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ اصطلاحیں انسانوں میں مروج ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ نے عظمت کا معیار صرف تقویٰ قرار دیا ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور تم میں سے واجب الاکرام وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے اور یہ ایک ایسا اصل ہے کہ ہر انسان کی امید کو وسیع کرتا ہے اور اس کے مقام کے حصول کے لئے تحریک عمل ہے۔"

حضرت شیخ حسن احمدی کے خاندان کے متعلق جہاں تک میری تحقیقات ہیں میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ مدینہ کے انصار قوم کے لوگ ہیں۔ اس میں تو کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ ہندوستان میں ان کی آمد عربوں کے تجارتی قافلوں یا ابتدائی حملوں کے وقت ہوئی اور پھر یہاں ہی بس گئے اور امتدادِ زمانہ نے ان کو وطن کی یاد یا تعلقات سے غافل کر دیا۔ میں یہ اس لئے نہیں کہہ رہا ہوں کہ میں حضرت حسنؓ کی امتیازی حیثیت مدینہ کے انصار کا ایک سپوت ہونے میں سمجھتا ہوں۔ نسب کے لحاظ سے ہر انسان ایک ہی باپ آدم کا بیٹا ہے۔ میں نے یہ واقعہ صرف اس مقصد سے بیان کیا ہے کہ یہ لوگ ہندوستان کے نو مسلموں سے نہیں بلکہ ان کے باپ دادا مسلمان تھے اور انصارِ اسلام تھے۔

حضرت حسنؓ نے ایک غریب خاندان میں جنم لیا۔ وہ غریب تھا۔ دولت کے لحاظ سے وہ غریب تھا، اپنے وسائلِ معاش کے لحاظ سے۔ بایں ہمہ وہ ممتاز تھا اپنے کردار کے لحاظ سے کہ اپنی محنت مزدوری کر کے حلال کی روٹی کھاتا تھا اور اسی میں اپنا فخر سمجھتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ۔ ان میں اسی روح کا بقا کہ سوال سے بچنے کے لئے محنت مزدوری اور کسبِ حلال کی سعی بھی ان کے عرب خون کی راز دار ہے۔ غرض حضرت حسن ایک غریب اور نادار خاندان میں ۱۲۵۱ سنہ ہجری میں بمقام یادگیر پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان دراصل گلبرگہ میں تھا اور بعض سیاسی حالات کے ماتحت یادگیر منتقل ہوا۔ اس لئے وہ گلبرگوی کہلاتے ہیں اور اپنے اس خاندانی تعلق کی یادگار کے لئے انہوں نے اپنے کاروبار میں اس کو قائم رکھا مگر وہ یادگیر میں پیدا ہوئے کچھ شک نہیں۔

عسرت اس وقت آپ کے خاندان کا اوڑھنا بچھونا تھی۔ مگر جب یہ بچہ شیخ عبداللطیف صاحب مرحوم کے گھر میں پیدا ہوا تو قسمت سرہانے کھڑی تھی کہ غریب کے گھر میں غریبوں کا داتا پیدا ہو گیا۔

غربت کی حالت میں پیدا ہونے اور عسرت کے ایام میں پرورش پانے کی وجہ سے اس مولود نے ایک بہت بڑی اخلاقی دولت کو اپنے ساتھ ہی ذخیرہ کر لیا۔ دوسرے اس کو دیکھ ہی نہیں سکتے تھے اور وہ خود بھی محسوس نہیں کر پاتا تھا۔ مگر قدرتِ الٰہی اس ماحول میں اس کی روحانی تربیت کے سامان پیدا کر رہی تھی۔ اس نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے گرد و پیش غریبوں کی دنیا کو پایا جن پر متمول طبقہ کے لوگ ہنستے اور ان کو حقارت سے دیکھتے تھے۔ اسی نظارہ نے اس کے اندر ایک عزم اور عہد پیدا کر دیا کہ وہ غریبوں کی دنیا کو آباد کرے گا۔

یہ عزم اور عہد کسی تقریر یا تحریر میں نہ تھا۔ مگر یہ ایک نقشِ فطرت تھا جو اس کی روح میں موجود تھا اور متمول طبقہ کی نفرت اور حقارت کے جذبات نے اس کے قلب میں فروتنی، مسکینی اور عاجزی کی بلند پایہ اخلاقی قوتوں کا بیج بو دیا۔

تعلیم و تربیت

غربت عام میں ایک غریب خاندان میں پیدا ہونے والے کی تعلیم و تربیت کا کوئی نظام العمل ہو ہی نہیں سکتا۔ جب تک کہ جبریت کا یوں بھی عام دور دورہ ہو اور تعلیم کو مرفہ الحال طبقہ اپنی میراث سمجھتا ہو۔ اور حکومت کی طرف سے بھی انتظام نہ ہو۔ اس لئے کسی قسم کی تعلیم آپ حاصل نہ کر سکے بجز اس کے کہ آپ اپنے گرد و پیش کے حالات کو دیکھتے اور اپنی عقل اور سمجھ کے موافق کچھ نتائج اپنے دماغ میں پیدا کرتے اور سچ تو یہ ہے کہ جس بچے کو اپنی زندگی کی ضروریات کے پیدا کرنے کے لئے جد و جہد کرنی پڑے وہ اپنی تعلیم کی طرف توجہ دینے کے لئے کونسا وقت پا سکتا ہے۔

اس لئے شیخ حسن اس رسمی اور مکتبی تعلیم سے محض اُمّی رہا۔ مگر کون جانتا تھا بلکہ وہ خود بھی اس سے ناواقف محض تھا کہ وقت آئے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محض فضل سے اس اُمّی کو اپنی معرفت کا علم بخش دیگا اور وہ ان لکھے پڑھے اور دستارِ فضیلت سے مزین علماء سے ممتاز ہو گا جن کو قرآن کریم نے کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا کا مصداق قرار دیا ہے۔ اور اس کے وجود میں قرآن کریم کے اس صداقت کو نمایاں کرے گا وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ کہ تم متقی بن جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں خود علم دے دے گا۔ شیخ حسنؓ بظاہر عربی اور رسمی تعلیم سے بے بہرہ رہا اور اس کی زندگی کے وہ سال جو حصولِ تعلیم کے لئے بطور ضروری تھے اسے زندہ رہنے کی جد و جہد میں بسر کرنے پڑے اور وہ کسی قسم کی تعلیم سے حصہ نہ لے سکا۔

میں جب شیخ حسن کی زندگی پر غور کرتا ہوں تو مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک خاص مقصد کے لئے برگزیدہ کر رکھا تھا اور ان کی عسرت اور افلاس کی زندگی اور اس زندگی میں محنت و مزدوری کی عادت اس لئے تھی کہ وہ اس طبقہ کی فلاح کے لئے کوئی عملی کام کریں۔ ان کی جہالت اس مقصد کی راز دار تھی کہ وہ تعلیم کی ضرورت اور جہالت کو دور کرنے کے اسباب و ذرائع کو عمل میں لائیں اور اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق کو اٹھائیں جسے دنیا کے فرزندوں نے اپنے پاؤں میں کچل ڈالا ہے اور جن کی حیثیت ان کے نزدیک محض چوپایوں کی سی ہے

حسن کی نئی زندگی کا آغاز اور جہد اکبر

حسن کا پروگرام واقعات سے پتہ لگتا ہے اور حسن کی زندگی کا عمل ظاہر کرتا ہے کہ اس نے اپنی عملی زندگی کا جو نظام العمل تیار کیا تھا یا اس کی فطرت کا جو رجحان تھا اس کا مرکزی نقطہ تجارت تھا وہ ایک عام مزدور کی زندگی بھی بود و باش کے لئے اختیار کر سکتا تھا مگر اس کی عقلِ سلیم نے مزدوری کی زندگی کو دیکھا تو اس نے اسے نتائج کے لحاظ سے عزتِ نفس کے خلاف پایا۔ اگرچہ وہ گداگری کے مقابلہ میں اس کو ہزار گنا افضل اور بہتر سمجھتا تھا اور وہ خود بھی مزدور رہنا چاہتا تھا لیکن اس نے مزدور کی عام حالت کو دیدۂ عبرت نگاہ سے دیکھا کہ باوجود محنت اور کوشش کے وہ اس عزت سے محروم ہے جس کا وہ مستحق ہے اس لئے اس نے ایک عام کا مزدور تو نہیں، ایک تاجر مزدور کے مقام کو اختیار کیا۔

حسن دوکان بدوش تاجر

تجارت کی طرف فطرتی رجحان بھی اس کی عربی نژاد فطرت کا خاصہ تھا۔

تجارت کے لئے بڑے سرمایہ کی ضرورت سمجھی جاتی ہے لیکن حسن نے اپنے عمل سے بتایا کہ تجارت کا ایک زرّین اصول تجارت کے لئے سرمایہ سے زیادہ محنت کوشش اور ایمان داری کی ضرورت ہے۔ کسی قسم کی تجارت کا شروع کرنے سے پہلے سرمایہ اور دوسری ضروریات کے خیال پر اس امر کو ترجیح دینے کی ضرورت ہے کہ یہ معلوم کیا جائے کہ عوام کی ضروریات زندگی کیا ہیں جن کے بغیر کام نہیں چل سکتا اس لئے کہ خواص کی ضروریات تعیشات اور تکلفات کی ہوتی ہیں۔ ان کے لئے بڑے سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بڑی دکان اور نمائش ضروری ہے۔ اس کا فرنیچر اور ساز و سامان آنکھوں کو خیرہ کرکے کشش اور جذب کا موجب ہو سکتا ہے۔ لیکن عوام کی ضروریات مختصر ہوتی ہیں اور وہ جلد فروخت ہو سکتی ہیں اور ان کے لئے بڑے سرمایہ کی ابتداءً ضرورت نہیں ہو سکتی۔ حسن نے اگرچہ اس خصوص میں کوئی تربیت حاصل نہ کی تھی مگر اسے اللہ تعالیٰ نے فطرت سلیم دی تھی۔ اس نے غور کیا اور وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ مجھے سردست ایک دوکان پر دوستوں تاجر بننا چاہیئے۔

حسن کی شادی

میں یہاں یہ ذکر بھی کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ باوجودیکہ حسن ایک بے زر اور بے کس نوجوان تھا لیکن اس کی ہمت بلند، خود داری اور غیوری کو اس کی برادری کے چھوٹے بڑے خوب جانتے تھے اور اس زمانہ میں عام طور پر لوگ ہڈی اور خون کا خاص خیال رکھتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ حسن غریب بے شک ہے مگر اس کی رگوں میں اپنی برادری کے شریف خاندان کا خون ہے اور یوں اسے محنت اور جفاکش اور غیور پاتے تھے اس لئے اپنے خاندانی حلقہ میں آپ کی پہلی شادی ہو گئی۔ اس محترمہ کا نام پیرساں بی بی تھا۔ یہ شادی بھی حسن کے لئے برکات کا موجب ہو گئی۔ اس لئے کہ اس شادی کے بعد ان کے حالات معاشی میں ایک غیر معمولی تغیر رونما ہوا۔

اہلیہ حسن کا آبائی خاندان کسی زمانہ میں ایک ممتاز خاندان تھا۔ یہ خاندان عرف عام میں فصیل (غلط العام صفیل) کے نام سے مشہور تھا۔ دراصل یہ خاندان قلعہ کے محافظ کہلاتے تھے اور ان کے مکانات قلعہ کی فصیل ہی کے ساتھ تھے اس لئے امتیازی طور پر وہ غلط العام لفظ صفیل کے نام سے یاد کئے جاتے تھے۔

پیرساں بی بی (اللہ کی رحمتیں اس پر ہوں) حسن کے فرزند اکبر عبدالحیٔ سلمہ ربہٗ کی والدہ تھیں۔ وہ نہایت نیک خصلت اور صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں۔ جب حضرت حسن کے نکاح میں آئیں خود اُن کی نیکیوں نے حسن میں بھی ایک غیر معمولی انقلاب روحانیت پیدا کرنے میں عملاً مدد دی۔ حسن جب حیدرآباد اپنے مستقبل کے نظام عمل کو لے کر آئے تو وہ شادی شدہ تھے۔

ریاست حیدرآباد میں پیغام احمدیت

ریاست حیدرآباد میں احمدیت کے شیوع کی تاریخ پر میں نے حضرت مولوی ابوالحمید صاحب آزاد وکیل ہائی کورٹ و وظیفہ یاب سرکار کو ۱۹۲۲ء میں الحکم کے خاص نمبر کے لئے اس موضوع پر ایک عنوان لکھنے کی تحریک کی تھی۔ انہوں نے ازراہ کرم ایک مضمون لکھا تھا اور میں نے اظہار خیال کیا تھا کہ اس خصوص میں ایک تاریخ لکھوں گا شاید اللہ تعالیٰ کے فضل سے کیا بعید کہ مجھے توفیق دیدے۔

میں اس مضمون کو اس لئے بھی درج کر رہا ہوں کہ حیدرآباد میں احمدیت کے سابقون الاولون کا ذکر خیر ہو جائے ابتدائی جماعت کے اراکین نہ صرف اپنی دنیوی حیثیت اور اعزاز کے لحاظ سے ممتاز تھے بلکہ وہ علوم دینیہ میں بھی امتیازی حیثیت رکھتے تھے اور ان کے اخلاص و ایثار کے قابل رشک کارناموں کا تو کیا کہنا ہے۔

حضرت میر محمد سعید صاحب رضی اللہ عنہٗ کو قادیان میں چھ ماہ کی اقامت کے لئے انہیں بزرگوں نے اس مقصد سے بھیجا تھا کہ وہ وہاں رہکر حضرت حکیم الامت کے درس اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انفاس قدسیہ سے براہ راست فیض حاصل کرکے جماعت کو مستفید کریں۔

حضرت آزاد رضی اللہ عنہ کا مضمون حسب ذیل ہے:

"...... یہ علامتیں اس بات پر شاہد ہوتی ہیں کہ وہ مصلح دنیا میں پیدا ہو گیا۔ پھر جسقدر آنے والا عظیم الشان ہو، یہ تحریکات غیبی قوت کے ساتھ مستعد دلوں میں اپنا کام کرتی ہیں ہر ایک سعید الفطرت جاگ اٹھتا ہے اور نہیں جانتا کہ اس کو کس نے جگایا اور ہر ایک صحیح الجبلّت اپنے اندر ایک تبدیلی پاتا ہے اور نہیں معلوم کر سکتا کہ یہ تبدیلی کیونکر پیدا ہوئی۔

غرض ایک جنبش دلوں میں شروع ہو جاتی ہے اور نادان خیال کرتے ہیں کہ یہ جنبش خود بخود پیدا ہو گئی ہے۔ لیکن درپردہ وہ ایک رسول (یا مجدّد یا محدّث) کے ساتھ انوار نازل ہوتے ہیں جیسا کہ سورۃ القدر میں اس کو بتایا ہے۔

چونکہ حضرت اقدس جری اللہ فی حُلل الانبیاء علیہ وعلی صاحبہ تحیۃ والثناء، منصۂ شہود پر جلوہ فرما چکے تھے اسی سنت اللہ کے بموجب جو اوپر بیان ہوئی ضروری تھا کہ بلدہ حیدرآباد اور اس کے اضلاع میں بھی اس نورانیت کا انتشار پیدا ہوتا جو ہو کر رہا۔ یہ زمانہ تصنیف براہین احمدیہ اور اس کے طبع کے سوال کا زمانہ تھا اس زمانہ میں کاتب الحروف اور اخویم سرمردان علی صاحب مرحوم مددگار دفتر صدر محاسبہ سرکار عالی اور اخویم مولوی ظہور علی صاحب مرحوم وکیل ہائیکورٹ اور مولوی مرزا صادق علی بیگ صاحب مرحوم استاد و ملازم نواب سروقار الامراء بہادر مرحوم مدار المہام سرکار عالی ریاست حیدرآباد دکن کی ایک صحبت اخویم مولوی ظہور علی صاحب کے مکان واقع محبوب گنج متصل افضل گنج پر ہوا کرتی تھی۔ اسی زمانہ میں طبع براہین احمدیہ کا اشتہار ہم لوگوں کو ملا۔ مگر یہ یاد نہیں کہ کس ذریعہ سے یہ اشتہار ہم تک پہنچا۔ اس اشتہار سے ہم لوگوں میں تحریک پیدا ہوئی کہ اس کتاب کی طبع میں کوشش کرنی چاہیئے۔ چنانچہ مرزا صادق علی بیگ صاحب مرحوم نے موقعہ مناسب پر اس کا تذکرہ نواب سروقار الامراء بہادر مرحوم سے کیا۔ نواب صاحب مرحوم نے اپنی جیب خاص سے ایک سو روپیہ عنایت فرمایا۔

قبول احمدیت اور روحانی عملی انقلاب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ؎

وہ خدا جو ہے میرا جوہر شناس
اک جہاں کو لا رہا ہے میرے پاس
لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

اور یہ حقیقت جماعت احمدیہ کی تعمیر و تخلیق میں نمایاں ہے کہ سعادت مند روحیں ہر ملک ہر قوم ہر طبقہ سے اس لوائے احمد کے سایہ میں آرہی ہیں پس حسن جس کی فطرت میں وہ سعادت موجود تھی کس طرح پر دور رہ سکتا ہے وہ زندگی کے مختلف نشیب و فراز سے گزرتا گیا۔ بظاہر نظر آتا تھا کہ وہ شاید منزل سے دور جارہا ہے لیکن وہ دراصل منزل ہی کی طرف آرہا تھا۔

اب تک حسن ایک سیدھا سادا رسمی اور اسمی مسلمان تھا اس لئے کہ وہ ایک مسلمان خاندان میں پیدا ہوا تھا اسرار شریعت سے واقفیت تو دور کی بات ہے۔ وہ معمولات اسلام کو صرف رسماً جانتا تھا۔ عملاً ان سے بھی واقف نہ تھا۔ ہاں اس میں ایک بات ضرور تھی اور میں اس کی زندگی میں اسے بہت بڑی نعمت سمجھتا ہوں وہ ایسے ملک اور مقام میں اور ایسے ایام میں پیدا ہوا جہاں شرک و بدعت کا زور تھا اور اس کے اردگرد بتوں اور غیر اللہ کی پرستش نہ صرف بت پرست کرتے تھے بلکہ مسلمان بھی ان آفات میں مبتلا تھے مگر جس کی فطرت ہمیشہ ان باتوں سے نفرت اور بغاوت کرتی تھی اور وہ اپنے اندر ابراہیمی روح رکھتے تھے شرک اور بدعت کے ہر کام سے بیزار تھے اور جہاں تک ان سے ممکن ہوتا وہ دوسروں کی دستگیری اور غرباء کی ہمدردی ہی بڑی عبادت سمجھتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ اسباب تھے جن کو مدنظر میں کہتا ہوں کہ اسلم بما سلف سے کے نتیجہ میں اس کی روحانی پیدائش احمدیت کے ذریعہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا کی دولت سے نوازنے کے سامان پیدا کر دیئے اور اس کی شبانہ روز محنت اور دیانت کے درخت کو پھل لگ رہے تھے اور وقت آگیا تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی میں اسی مقام کو پھر حاصل کرے جو اس کے باپ دادا (مدینہ کے انصار رضی اللہ عنہم) نے حضور کی بعثت اولیٰ میں حاصل کیا تھا۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

اس حقیقت کا اظہار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

در انتظار ہمی باش کہ چوں شد کار تا وانی
نداز تائید دیں سرچشمہ دولت شود پیدا

جیسا کہ میں نے حیدر آباد میں شیوع احمدیت کی مختصر تاریخ میں بتایا ہے حضرت مولوی میر محمد سعید صاحب کے سلسلہ میں داخل ہونے کے بعد حیدر آباد کے عوام و خواص میں ایک [illegible] پیدا ہو گئی حضرت میر محمد سعید صاحب ایک عالم باعمل تھے اور درس و تدریس کے علاوہ وہ لوگ ان کی علمی زندگی سے متاثر تھے اور ان کا عام طور پر ادب و احترام کیا جاتا تھا لیکن ان کے سلسلہ میں داخل ہونے کی وجہ سے حیدر آباد کے علماء و شیوخ کو ایک خطرہ محسوس ہونے لگا اور انہوں نے مختلف رنگوں میں مخالفت کا سلسلہ آغاز کیا وہ بجائے خود ایک درد انگیز داستان ہے۔

اس طرح پر یہ شہرہ خوابیات کے رنگ میں حضرت حسن کے کانوں میں بھی پہنچا۔ حضرت حسن یہ تو سنتے ہی آئے تھے کہ چودھویں صدی بڑی بابرکت ہو گی۔ اور امام مہدی کے ظہور کے منتظر ہی تھے۔ جب یہ آواز انہوں نے سنی کہ حضرت مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے پنجاب میں مسیح و مہدی کا دعویٰ کیا ہے۔ اور حیدر آباد میں بھی ایک جماعت قائم ہو گئی تو انہوں نے حضرت میر محمد سعید صاحب سے ملاقات کا سلسلہ شروع کیا اور ان کے درس و مواعظ کی مجلسوں میں آنے لگے ان کی عادت تھی کہ وہ سوال نہ کرتے بعض لوگ پوچھتے اور حضرت میر صاحب جواب دیتے یہ دونوں باتوں کا موازنہ کرتے اس اصل پر کہ قرآن کریم اور عقل صحیح کس کے ساتھ ہے کچھ دنوں آپ اس طرح تحقیقات کرتے رہے اور آخر انہوں نے سمجھ لیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دعویٰ میں صادق ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضا کے حصول کا یہی ذریعہ ہے اسی راستہ پر چل کر حقیقی اسلام کی روح نشوونما پاتی ہے اس طرح حضرت حسن نے حضرت مولوی میر محمد سعید صاحب کے ذریعہ بیعت احمدیت کی۔

افسوس ہے تاریخ بیعت کی صحت نہ ہو سکی لیکن قرائن سے یہ پایا جاتا ہے کہ یہ بیعت ۱۸۹۹ء میں ہوئی۔ اس لئے کہ ۳۰ مارچ ۱۸۹۸ء کے الحکم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے اس عریضہ نیاز کو شائع کیا گیا ہے جو جماعت احمدیہ حیدر آباد نے ارسال کیا تھا اور میں اسی کتاب میں شیوع احمدیت کی تاریخ کے سلسلہ میں اس کا ذکر کر آیا ہوں اس پر صرف دس احباب کے نام تھے اور اس وقت تک خود حضرت میر محمد سعید صاحب کو بھی یہ سعادت نہیں ملی تھی اور خود حضرت حسن دوسری مرتبہ حضرت میر محمد سعید صاحب کے ہمراہ سنہ ۱۹۰۰ء میں قادیان تشریف لے گئے جیسا کہ وہ بیان کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنہ ۱۸۹۹ء میں قادیان گئے اور دستی بیعت جو پہلے بذریعہ خط کی تھی کی۔ (آپ فرماتے ہیں)

”میں حضور کی زندگی میں تین مرتبہ قادیان گیا ہوں پہلی مرتبہ جانے کا سن صحیح طور پر یاد نہیں سنہ ۱۹۰۰ء سے ایک سال پہلے یا ایک سال بعد ہو گا میں مولوی میر محمد سعید صاحب مرحوم حیدر آبادی کے ساتھ قادیان گیا تھا اس وقت حضور ایک حجرہ میں تشریف رکھتے تھے جو مسجد مبارک کے ساتھ ملا ہوا تھا بہت تھوڑے آدمی اس میں بیٹھ سکتے تھے جس مقام پر بالعموم حضور بیٹھا کرتے تھے وہاں جا کر میں بیٹھ گیا لوگوں نے مجھے نہیں اٹھایا مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ حضور کے بیٹھنے کی جگہ ہے پھر جب حضور تشریف لائے اور لوگوں نے مصافحہ شروع کیا تو میں بھی اٹھا حضور نے اپنے ہاتھوں کے اشارے سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ پھر حضور مجلس میں تشریف فرما ہوئے اس طرح کہ حضور ڈالا کی مانڈی (ران) میری مانڈی (ران) پر تھی میں اٹھنے کی کوشش کیا حضور نے ران پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ یہیں بیٹھے رہیئے مجلس میں تیس آدمی ہوں گے یہ موسم بہار کے دن تھے ظہر کی نماز کی بات ہے تین روز وہاں قیام رہا حضور کے ساتھ دوسرے روز سیر کو گئے ...... مغرب سے پہلے ہم (مرزا ان علی صاحب حیدر آبادی میر محمد سعید صاحب حیدر آبادی) اور دوسرے لوگ دس بیس آدمی تھے حضرت صاحب کے مکان میں ہی سے کھانا کھاتے ہم حیدر آبادیوں کے متعلق حضور اندر سے کہلوا بھیجے کہ حیدر آبادیوں کو ابھی کھانا نہ کھلوایا جائے۔ اس کے بعد بعد مغرب حضور خود تشریف لائے اور دستر خوان بچھوایا گیا۔ مولوی میر محمد سعید صاحب کے سوال پر حضور نے فرمایا کہ آپ کو میں نے اس لئے روک دیا تھا کہ آپ لوگ حیدر آبادی ہیں جو چاول کھانے کے عادی ہیں اس لئے میں نے چاولوں کے پکوانے کا بندوبست کیا ہے“

الحکم سے ذیل کا اقتباس ملتا ہے:-

”حیدر آباد دکن سے پانچ آدمی اس وقت دارالامان میں حضرت اقدس کی پاک صحبت سے فیض اٹھا رہے ہیں جن میں سے حضرت مولانا سید محمد سعید صاحب و مولانا سید محمد رضوی صاحب دو بڑے سرگرم اور پُر جوش اور غیور ارادتمند ہیں جن کی سعی اور کوشش سے حیدر آباد دکن میں ایک مستقل جماعت حضرت اقدس کی بفضلہ تعالےٰ قائم ہو گئی ہے“

دوبارہ قادیان کا سفر

چونکہ قادیان کے سفر کا عہد سعادت (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عہد) کا ذکر آ گیا ہے اس لئے دو بار سفر قادیان کا ذکر بھی یہاں ہی درج کر دیتا ہوں:-

”اس کے بعد دوسری مرتبہ میں قادیان پھر دو سال بعد گیا ہوں گا سن یاد نہیں تین چار روز ٹھہرے ادب کی وجہ سے کوئی گفتگو نہیں کرتا۔ صرف حضور کا چہرہ دیکھ لینا اور حضور کی باتیں سننا اس کے بعد تیسری مرتبہ قادیان گیا تو اس وقت بھی یہی کیا مصافحہ کرنا اور حضور کی صورت دیکھ لینا اور حضور کی باتیں سننا ہر مرتبہ جب ہم واپس ہوتے تو باوجود تانگوں کی موجودگی کے اپنے خدام کو چھوڑنے کے لئے حضور نہر تک پیدل تشریف لاتے باوجود اصرار کے بھی تانگوں پر نہ بیٹھتے رخصت کرنے وقت دعا کے بعد ہمیشہ فرماتے مجھ سے ہمیشہ ملا کرو اور بار بار قادیان آیا کرو ہم کو اس قدر تڑپ ہوتی تھی کہ کس طرح اس مبارک چہرہ کو دیکھیں اور حضور کی باتیں سنیں۔ حضور اس ناچیز خادم کو ”سیٹھ صاحب“ کے لقب سے یاد فرماتے چنانچہ حضور کی دعاؤں کے طفیل خدا نے عاجز کو فی الواقع مالا مال کر دیا اور سیٹھ بنا دیا۔“

حضرت حسن یہ یقین رکھتے تھے کہ حضرت اقدس کی زبان مبارک سے سیٹھ کا لفظ نکلا تو اللہ تعالیٰ نے [illegible] فی الحقیقت سیٹھ بنا دیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قسم کے نشانات بہت سے ہیں کہ آپ نے ایک بات فرمائی وہ اسی طرح ہو گئی۔

قبول احمدیت کے ثمرات

جیسا کہ میں بیان کر آیا ہوں یہ حضرت حسن کی روحانی پیدائش تھی اور اس حصول میں اس نے بہت جلد ترقی کی اور روحانی نشوونما پایا۔ احمدیت سے پہلے صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے ان کی اہمیت اور برکات سے ناواقف محض تھے۔ ان کی فطرت سعید کا یہ نتیجہ تھا کہ وہ احمدیت کو ایک سوسائٹی کی حیثیت سے نہ دیکھتے تھے جیسے مختلف قسم کے بر آور یاں ہوتی ہیں بلکہ اس نے اس جماعت کو ایک خدا تعالیٰ کا قائم کردہ اور مخصوص جماعت سمجھا جسے اللہ تعالیٰ نے ایک خاص مقصد کے لئے منتخب کیا ہے۔ اس لئے انہوں نے بیعت کے بعد حضرت میر محمد سعید صاحب سے دریافت کیا کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے؟ وہ اتنا تو عام طور پر جانتے تھے کہ لوگ جب زمانہ کے مشائخ یا پیروں کی بیعت کرتے ہیں تو وہ کچھ وظیفہ یا اوراد بتاتے ہیں اس سوال سے حسن کا مطلب صاف تھا کہ جماعت میں داخل ہو کر کس عمل کی ضرورت ہے انہوں نے فرمایا کہ

”پانچ وقت باجماعت نماز ادا کریں قرآن مجید پڑھیں اور تہجد کی نماز ادا کیا کریں اور خدا تعالےٰ کی مخلوق سے بھلائی کریں“ آخری بات پر تو ان کا پہلے سے عمل تھا مگر پہلی دو باتوں کے ساتھ کچھ تعلق نہ تھا چنانچہ خود ان کا بیان ہے کہ

”پہلے مجھے نماز کی عادت نہ تھی نہ ہی تہجد اور قرآن شریف سے شناسا تھا کوشش سے تہجد میں باقاعدگی ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نماز میں ایک ذوق اور شوق پیدا ہو گیا“ (باقی آئندہ)

کوڈیتھور مباہلہ کا ایک اور شیریں پھل

ایک نئے مقام پر جماعت کا قیام! کیرلہ کے طول و عرض میں تبلیغی جلسے!

از مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ نزیل کیرلہ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوڈیتھور (کیرلہ) کے مباہلہ کے بعد جماعت ہائے احمدیہ کیرلہ پر ایک طرف خدا تعالیٰ کے افضال و انعامات نازل ہو رہے ہیں تو دوسری طرف مخالفین حق و صداقت کی ذلت اور اہانت کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہیں۔

انجمن اشاعت اسلام کیرلہ جن کے ساتھ جماعت احمدیہ کیرلہ کا مباہلہ ہوا تھا کے ساتھ گہرا رابطہ رکھنے والے تین معززین کے قبول احمدیت کے بارے سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ فرمودہ ۱۱/۸۹-۷ میں ذکر فرمایا تھا اُن تینوں میں سے ایک معزز مکرم محمد سلیم صاحب جو جماعت اسلامی کے شعبہ طلباء S.I.O. کے کرتا دھرتا تھے کیرلہ کے نہایت مشہور اور تاریخی مقام Kodungallur کے رہنے والے ہیں۔

کوڈنگلور کی اہمیت

یہ وہ مقام ہے جہاں سب سے پہلے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے ایک حواری "مقدس تھوما" (Saint Thomas) تشریف لائے ہوئے تھے۔

اسی طرح ہجری کی پہلی صدی میں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت مالک بن دینار رض سب سے پہلے اسی مقام میں تشریف لائے اور سب سے پہلی مسجد کی بنیاد ڈالی۔ اُنہوں نے ۶۲۸ھ میں پہلی مسجد تعمیر کی تھی جو ہندوستان میں پہلی مسجد ہے۔ اس کے علاوہ بھی اُنہوں نے کیرلہ میں اور اس کے مضافات میں چھ اور مساجد کا قیام فرمایا تھا۔ ان کے ذریعہ ہزاروں پاک نفوس کو قبول اسلام کی توفیق ملی تھی۔

جماعت کا قیام

مذکورہ مکرم محمد سلیم صاحب نے یہاں آکر مکرم مولانا محمد علوی صاحب کے تعاون سے خوب تبلیغ کی جس کے نتیجہ میں یہاں پر مخلصین اور تعلیمیافتہ نوجوانوں پر مشتمل ایک جماعت قائم ہوئی ہے۔ گویا کہ یہ نئی جماعت کوڈیتھور کے مباہلہ کے شیریں پھلوں میں سے ایک ہے۔

اس کے بالمقابل تین افسراد کوڈیتھور میں جماعت کو چھوڑ کر جانے کا اعلان کیا تھا۔ سارے کوڈیتھور کے باسی جانتے ہیں کہ ان کو جماعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ صرف ان کے ماں باپ اور ایک کے صرف باپ احمدی تھے اور ہیں۔ ان میں سے ایک بد اخلاقی اور بدکرداری میں ملوث تھا۔ چنانچہ ان میں سے ایک کے متعلق مخالف حلقوں میں "قبول اسلام" کا اعلان کیا گیا تو اس کے چند ہی گھنٹوں کے بعد اس کو پولیس نے اس الزام پر گرفتار کیا کہ اس نے ایک ۹ سالہ بچی کے ساتھ زبردستی کی تھی۔ اس کی رپورٹ بھی مقامی اخباروں میں آگئی تھی۔

اس طرح خدا تعالیٰ نے یہاں واضح رنگ میں حق و باطل کے درمیان فرق کر کے دکھا دیا۔ ایک شخص کو احمدیت قبول کرنے کے نتیجہ میں مخلصین کی ایک جماعت قائم کرنے کی توفیق ملی۔

اس کے بالمقابل ایک شخص کو احمدیت ترک کرنے کے نتیجہ میں جیل کو ہوا کھانا نصیب میں آگیا۔

جاء الحق و زهق الباطل
ان الباطل كان زهوقا۔

میعادِ مباہلہ کے بعد!

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مباہلہ کی میعاد ختم ہونے کے بعد احمدیوں میں خاص کر نوجوانوں میں ایک غیر معمولی بیداری اور تبلیغ اسلام کے لئے ایک غیر معمولی تڑپ اور جوش و خروش نظر آرہا ہے۔ چنانچہ اس قلیل عرصہ میں کیرلہ کے طول و عرض میں خوب تبلیغی جلسے ہوتے رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے کوڈیتھور میں ہی مورخہ ۸ر ۹ر ۱۰ر جنوری کو جلسہ عام نہایت کامیابی سے منعقد ہوا۔ جس کی رپورٹ دی جا چکی ہے۔

اس کے جواب میں انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے ایک جلسہ اسی مقام پر ہوا۔ جس میں اس کے صدر اور جنرل سیکرٹری نے تقریریں تو کیں لیکن ہماری کسی بات یا کسی دلیل کی تردید میں کوئی بات نہیں کی۔ البتہ ہنسی مذاق اور استہزاء میں ہی اپنے وقت گذارتے رہے۔ حق و صداقت کے مخالفین کے پاس اس کے علاوہ رکھا ہی کیا ہے!

اس جلسہ کے جواب کے طور بھی جماعت احمدیہ کی طرف سے دو روز جلسے ہوئے جن کو مکرم مولوی محمد یوسف صاحب اور مکرم پی۔ ایم عبد اللہ ماسٹر صاحب نے مخاطب کیا تھا۔

اس کے علاوہ بھی کالی کٹ میں تین روز کاواشیری میں دو روز اس کے قریب ہی ایک مقام میں ایک روز نہایت ہی شاندار رنگ میں تبلیغی جلسے ہوئے جن کو خاکسار کے علاوہ مکرم مولوی محمد یوسف صاحب، مکرم مولوی محمود احمد صاحب اور مکرم مولوی ٹی ایم محمد صاحب نے مخاطب کیا۔ اب کیرلہ کے طول و عرض میں تبلیغی جلسوں کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان جلسوں کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے اور عامۃ المسلمین کو حق و صداقت پہچاننے اور اُسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

منقولات　　(ایک انٹرویو)

جماعتِ احمدیہ کا جلسہ سالانہ اور بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

واصف احمد مختاری پریس سیکرٹری احمدیہ مسلم مشن افضل گنج حیدرآباد نے نمائندہ آندھرا جنرل کو مندرجہ ذیل دلچسپ انٹرویو دیا جس کا ایک حصہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان میں اس سال عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں امریکہ، انگلستان اور یورپین ممالک اور پاکستان سے ہزاروں افراد نے شمولیت کی۔ سردی کی شدت کے باوجود لوگ دیوانہ وار قادیان پہنچے وہاں پر نماز تہجد اور پانچ وقت کی نمازوں کا منظر بھی اپنی مثال آپ۔ لوگ انتہائی درد اور سوز سے با جماعت نمازیں ادا کرتے رہے۔ تین دن یعنی ۲۰ر ۱۹ر ۱۸ر دسمبر ۸۹ء پبلک جلسے ہوئے وہاں اسلامی اخوت کا دلکش نظارہ نظر آتا ہے۔ حیدرآباد سے بھی سینکڑوں افراد نے اس جلسہ میں شرکت کی۔ ایک اسپیشل بوگی کا انتظام کیا گیا تھا۔ قادیان میں ایک عظیم الشان نمائش کا بھی افتتاح ہوا جس میں ۶۰ زبانوں میں قرآنی آیات کے تراجم اور ایک سو تیرہ زبانوں میں منتخبہ احادیث کے تراجم نیز ۱۲۰ زبانوں میں اسلامی لٹریچر کی بھی نمائش کی گئی۔ گویا زبان حال سے احمدی لوگ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ اسے وہ لوگو جو ہمیں کافر اور مرتد اور نہ جانے کیا کیا القاب دیتے ہو کیا تم مسلمان ہو کر بھی ایسی خدمت اسلام انجام دے سکتے ہو۔ اگر ہے تو اس کی نظیر پیش کرو۔ پھر ۱۲۰ ممالک میں ڈیڑھ ہزار سے زائد مساجد کو تعمیر کر دینا اور اُن میں سے بعض کی تعداد ویران کر دی گئی تھیں۔ یہ کام چند دنوں کا نہیں یہ کام بھی قربانی کا متقاضی ہے۔ (باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۳ پر)

ہندوستان میں اسلام کا پہلا مقام کوڈنگلور (کیرلہ) میں

مجالس خدام الاحمدیہ کیرلہ کا نہایت شاندار

جشن صد سالہ اظہار تشکر

رپورٹ مرتبہ محترم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ نزیل کیرلہ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی خاص تائید و نصرت کے ساتھ کیرلہ کی ۳۹ مجالس خدام الاحمدیہ کی طرف سے صوبائی سطح پر جشن صد سالہ اظہار تشکر مورخہ ۳ر، ۴ر فروری ۹۰ء بروز ہفتہ و اتوار کوڈنگلور میں جہاں صرف دو روز قبل جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا تھا نہایت شاندار رنگ میں اور بہت ہی کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔

اس نئی جگہ پر منعقدہ اس کانفرنس میں شرکت کے لئے کیرلہ کے طول و عرض سے ایک ہزار سے زائد خدام تشریف لائے ہوئے تھے۔

حضرت مالک بن دینار نگر (جلسہ گاہ)

قلب شہر میں واقع ایک میدان کو جلسہ گاہ کے طور پر نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا جس کا نام حضرت مالک بن دینار نگر رکھا گیا۔

جلسۂ عام: مورخہ ۳ر فروری بروز ہفتہ ۵ بجے شام خاکسار محمد عمر کی زیر صدارت مکرم پی۔پی سلیم احمد صاحب (پینگاڈی) کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم اے۔ پی کنجامو صاحب چیرمین کیرلہ صد سالہ جشن کمیٹی نے استقبالیہ تقریر کی جس میں جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف فرمایا۔

اس کے بعد محترم مولانا محمد ابوالوفا صاحب نے جلسہ کا افتتاح کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے عقائد اور اس کے عالمگیر مقاصد پر روشنی ڈالی۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے بارے میں مختلف مذہبی کتب میں جو پیشگوئیاں تھیں اُن میں سے بعض بیان کرتے ہوئے اُنہیں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ پر چسپاں کیا۔

اس کے بعد خاکسار نے اپنی صدارتی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق رسول پر تفصیل سے روشنی ڈالنے کے بعد آپ کے دعاوی مسیح موعود و مہدی معہود کی حقیقت بیان کی۔

اس کے بعد دو تقریریں ہوئیں۔ سب سے پہلے مکرم مولوی محمد یوسف صاحب نے مسئلہ توحید قرآن مجید اور دیگر سابقہ کتب میں کے عنوان پر اور مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد مکرم جوزف صادق نے شکریہ ادا کیا۔ موصوف ایک عیسائی تعلیم یافتہ نوجوان تھے جنہیں حال ہی میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی اور اب موصوف خدمت دین میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

اس کے ساتھ ہی پہلے دن کا پروگرام بفضلہ تعالیٰ نہایت خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوا۔

خدام الاحمدیہ کا تربیتی جلسہ عام

مورخہ ۴ر فروری ۹۰ء بروز اتوار صبح دس بجے زیر صدارت مکرم ٹی۔ کے محمود صاحب صوبائی قائد مجلس خدام الاحمدیہ کیرلہ منعقد ہوا۔

مکرم یوسف احمد صاحب نواتحدی کی تلاوت قرآن مجید کے بعد خدام الاحمدیہ کا عہد دوہرایا گیا۔ اس کے بعد مکرم محمد سلیم صاحب صدر جماعت کوڈنگلور نے اپنی استقبالیہ تقریر میں کوڈنگلور میں جماعت احمدیہ کے قیام اور اس کے پس منظر کے بارے میں نہایت ایمان افروز انداز میں بیان کیا۔

اس کے بعد صدر جلسہ نے اپنی تقریر میں اس مقام کی اہمیت اور تاریخی حیثیت' یہاں جماعت احمدیہ کا قیام اور احمدیوں کی ذمہ داریوں پر تقریر کی۔

اس کے بعد مکرم سیٹھ عبدالرحمٰن (تنگل) صاحب قائم مقام امیر نے موقعہ و محل کے مطابق نہایت قیمتی نصائح قرآن مجید کی بنیاد پر کرتے ہوئے خدام الاحمدیہ کی اس پُر آشوب زمانہ میں عظیم ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی۔

بعدہ تقاریر کا آغاز ہوا۔ مکرم مولوی محمود احمد صاحب نے نئی صدی اور ہماری ذمہ داریاں' خاکسار محمد عمر نے تبلیغ تعلیم و تربیت کے میدانوں میں ہمارے فرائض اور محترم مولانا محمد ابوالوفا صاحب نے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر خدا تعالیٰ کا شکر بجا لانے کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔ اس موقعہ پر اور تین افراد کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔

اپنے قبول احمدیت کے اعلان پر تمام خدام نے فرط مسرت سے نعرۂ تکبیر اور دیگر اسلامی نعرے لگائے۔ خدام نے نو مبائعین کو بیعت کے شرائط سنائے اور اس کے بعد بیعت کے الفاظ دہرائے مکرم محمد شمس الدین صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ کوڈنگلور نے اپنے قبول احمدیت کے واقعات اور اس کا پس منظر نہایت ایمان افروز رنگ میں سنائے۔ اس وقت بھی خدام اپنے جذبات مسرت کے اظہار کے طور پر مختلف اسلامی نعرے لگاتے رہتے۔

جلسۂ قومی یکجہتی

اسی دن شام کو پانچ بجے محترم مولانا محمد ابوالوفا صاحب کی زیر صدارت ایک جلسۂ بین الاقوامی والمذاہبی جلسہ منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم عبدالرحمٰن صاحب ناگی ناظم سیکرٹری تبلیغ صوبائی کمیٹی نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ اس کے بعد محترم مولانا محمد ابوالوفا صاحب نے بین الاقوامی یکجہتی اور امن عالم کے لئے جماعت احمدیہ کی کوششوں اور جدوجہد نہایت اچھے پیرائے میں بیان کئے۔

اس کے بعد کیرلہ کے نہایت شہرت یافتہ مجاہد آزادیٔ ہند شری آر۔ ایم منکلات (R.M. Manaekalath) نے اس جلسہ کا افتتاح کیا۔ اُنہوں نے بتایا کہ آج محبت، رواداری اور رواداری اور قومی یکجہتی کے نعرے بہت سننے میں آتے ہیں۔ لیکن جہاں تک میں نے جماعت احمدیہ کا گہرا مطالعہ کیا ہے جماعت احمدیہ کو ہی میں نے اس بات کا مستحق پایا ہے کہ وہ قومی یکجہتی کے قیام کا دعویٰ کرے۔ آج دُنیا ایک نہایت سنگین حالت سے دوچار ہے۔ آج مذہب کے نام پر قومیت کے نام پر خونریزی ہو رہی ہے۔ پاکستان مسلمانوں کے لئے اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا۔ لیکن وہاں مسلمان تو نظر نہیں آ رہے ہیں۔ ان کے بجائے پٹھان۔ بلوچی۔ بہاری اور مہاجرین کے نام ہی سننے میں آتے ہیں۔ اور ان ہی ناموں پر وہاں کے لوگ دست و گریبان ہیں۔ اُنہوں نے پاکستان میں احمدیوں پر جو ظلم ڈھایا جا رہا ہے اس پر بھی نہایت پُر جذب انداز میں روشنی ڈالی۔ آخر میں آپ نے بتایا کہ اِن پُر ہلاکت آفریں حالات سے کسی روحانی انقلاب کے ذریعہ ہی تبدیلی آ سکتی ہے۔

اس نہایت دلچسپ اور پُر اثر تقریر کے بعد خاکسار نے پیشوایانِ مذاہب کی عزت و احترام قائم کرنے کے سلسلہ جماعت احمدیہ کی تعلیمات پر روشنی ڈالی۔ اس ضمن میں خاکسار نے حضرت شری کرشن جی مہاراج کی سیرت و سوانح اور تعلیمات پر روشنی ڈالی۔

ان کے بعد بابا درلی جے۔ چیبر آئیلی نے تقریر کی۔ آپ نے سب سے پہلے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد بتایا کہ جماعت احمدیہ ایک عظیم درخت بن کر پھولتا پھیلتا رہا ہے۔ یہ ہمارے لئے خوشی اور اطمینان کا موجب ہے۔ میرا یہاں آنا اور تقریر کرنا جماعت احمدیہ کی رواداری کی ایک علامت ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں اس بات کا اقرار کیا کہ ہر مذہب کی بنیاد توحید ہے۔ اور اسی بنیادی بات پر ہم سب اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

اس کے بعد پروفیسر کرشن ناصر اور پروفیسر محمود احمد صاحب نے اسلام کی رواداری کی تعلیمات اور جماعت احمدیہ کی امن بخش سرگرمیوں کو سراہا۔

صدارتی مختصر تقریر کے بعد یہ جلسہ نہایت خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوا۔ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہر احمدی کا دل جذبات تشکر الٰہی سے لبریز ہے اور ہر ایک کو اس بات پر طمانیت قلب حاصل ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس نئے مقام میں نئی جماعت قائم کئے جانے کے بعد اتنا زبردست اور اتنا شاندار جلسہ منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی جیبوتی بچی کئی دنوں سے بعارضہ بخار بیمار ہونے کے سبب امرتسر ہسپتال میں داخل ہے تا حال عرض کی تشخیص نہیں ہوئی۔ معمولی افاقہ ہوا ہے عزیزہ کی شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

درخواست دعا:۔ عزیز افتخار احمد خان متعلم مدرسہ احمدیہ ۲۰/ روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے اپنے بھائی کی امتحان میں نمایاں کامیابی اور والدین اور بھائی بہنوں کی صحت و سلامتی اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ ✳ مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم عفی اللہ

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

زوجام عشق ۱۰۰/- حبوب مغید اٹھرا ۱۵/۴ روپے

اکسیر اولاد نرینہ (کورس) روشن کاجل

تریاق معدہ 8/- 15/-

حب جدوار 20/-

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار ربوہ (پاکستان)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائٹر:۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ

خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری۔ نارتھ ناظم آباد کراچی

فون ۶۲۹۴۴۳

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
(درثمین)

AUTOWINGS

15, SANT HOME HIGH ROAD
MADRAS-600004
PHONE NO
76360
74350

آٹو ونگس

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا!!

(الہام حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:۔ عبدالرحیم و عبدالرؤف مالکان کمیلا سار ہی مارٹ صالح پور کٹک (اڑیسہ)

YUBA

QUALITY FOOT WEAR

الیس اللہ بکاف عبدہ

ٹیلیفون نمبرز:۔
۵۲۰۶ – ۵۱۳۷
۴۰۲۸ – ۴۹۰۰

پیشکش:۔ باٹی پولیمرز کلکتہ۔ ۴۶

منقولات ۱۲ سے آگے

جو جماعت احمدیہ پیش کر رہی ہے۔ اس کے نتیجے وہ اخلاص اور اور اسلامی روح کام کر رہی ہے جس کا فقدان آجکل کے سرکاری مسلمانوں میں ہے۔ آپ اس لقب سے بُرا نہ منائیں کیونکہ آجکل اکثر لوگ ناسمجھی سے کہہ دیتے ہیں، کہ قادیانیوں کو پاکستان کی حکومت نے غیر مسلم قرار دیا ہے لہٰذا ہم اُن کو مسلمان تسلیم نہیں کرتے تو ایسے افراد کو سمجھانے کے لئے عرض کر دوں کہ ہمیں کسی سرکاری سارٹیفیکیٹ کی ضرورت مسلمان ہونے کے لئے نہیں ہے۔ لہٰذا جن کو ایسے سرکاری فیصلوں کا سہارا لینے کی عادت ہے وہ یقیناً سرکاری مُسلمان ہوئے۔ گذشتہ دِنوں حیدرآباد کے ایک مولانا نے سیاست اور رہنمائے دکن کے ذریعہ سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے اپنے بیان میں کہا کہ غیر ممالک میں قادیانی اسلام کو توڑ مروڑ کر پیش کر رہے ہیں۔ حالانکہ آج غیر ممالک میں جماعتِ احمدیہ ہی وہ واحد جماعت ہے جو مذاہبِ باطلہ کا مقابلہ کر کے اسلام کو سر بلند کئے ہوئے ہے اس کا اعتراف جماعتِ احمدیہ کے شدید مخالفین نے بھی کیا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے تعلق سے اخبارات میں شہرت حاصل کرنے کے لئے مولٰنا نے تقریری مقابلہ کا بھی اعلان کیا ہے جس کا عنوان "قادیانی مذہب باطلہ" ہے۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ جس مقابلہ کا عنوان ہی غلط ہو۔ قادیانی کوئی مذہب نہیں ہے۔ گویا یہ عنوان ہی باطل ہے۔ اور پھر مولٰنا نے قرآن مجید کے اِس حکم کی کیوں نافرمانی کی کہ "تم کسی کو غلط القاب سے نہ یاد کیا کرو"۔ جماعتِ احمدیہ پانچ ارکانِ اسلام پر کاربند ہے۔ جو اسلام کی بنیاد ہے۔ کیا جو ارکانِ اسلام پر کاربند ہو اُسے پنجہ شاہ میں قادیانی کہتے ہیں۔ (باقی صفحہ پر)

أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی

۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ ۔ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

CALCUTTA - 700073.

PHONES } OFFICE :- 275475 / RESI :- 273903

الخیر کلّہ فی القرآن

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

THE JANTA,

PHONE :- 279203

CARD BOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORROUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

ارشادِ نبوی ؐ

اَسْلِمْ تَسْلَمْ

اِسلام لا۔ تو ہر خرابی، برائی اور نقصان سے محفوظ رہے گا ۔۔۔!

(محتاجِ دُعا)

یکے از اراکینِ جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

قائم ہو پھر سے حکمِ محمدؐ جہان میں ؛ ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS

(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO. OP. HOUSE SOCT.

PLOT NO. 6. GROUND FLOOR, OLD CHAKALA.

OPP. CIGARETTE HOUSE, ANDHERI (EAST)

PHONES } OFFICE :- 6348179 / RESI :- 6289389 } BOMBAY - 400099.

اِشْفَعُوا تُؤْجَرُوا

(سفارش کیا کرو۔ تم کو سفارش کا بھی اجر ملے گا)

(حدیث نبویؐ)

RABWAH WOOD INDUSTRIES,

SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS.

DEALERS IN :- TIMBER TEAK POLES, SIZES, & FIRE WOOD.

MANUFACTURERS OF :- WOODEN FURNITURE, ELECTRICAL ACCESSORIES ETC.

P.O. VANIYAMBALAM (KERALA)

کوئی میرا دُشمن نہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دُشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف اُن باطل عقائد کا دُشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے۔ اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اُصول"

(رُوحانی خزائن جلد ۱۷ اربعین نمبر ۱ صفحہ ۳۴۴)

طالبانِ دُعا } محمد شفیق سہگل ۔ محمد نعیم سہگل ۔ محمد لقمان جہانگیر ۔ مبشر احمد ۔ ہارون احمد ۔
پسرانِ مکرم میاں محمد بشیر صاحب سہگل مرحوم ۔ کلکتہ

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

تیری مدد وہ لوگ کریں گے
جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیش کردہ: کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس، سٹاکسٹ جیون ڈریسیز - مدینہ میدان روڈ - بھدرک - ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر :- شیخ محمد یونس احمدی - فون نمبر :- 294

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

گڈ لک الیکٹرانکس
راندشتر یز روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو - ٹی وی - اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس -

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر -
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل -
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر -

(کشتی نوح)

M.MOOSA RAZA SAHEB & SONS
6 - ALBERT VICTOR ROAD FORT.
GRAM:- MOOSA RAZA
PHONE:- 605558
BANGALORE - 560002.

"پندرھویں صدی ہجری غلبہ اسلام کی صدی ہے"
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

SARA Traders
WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC CHAPPALS
SHOE MARKET, NAYA PUL,
HYDERABAD - 500002. PHONE No. 522860.

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ہشتم ص۱۳)

فون نمبر :- ۴۲۹۱۶ ٹیلیگرام "ALLIED"

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز :- کرشڈ بون - بون میل - بون سینیوس اور ہارن ہوفس وغیرہ

(پتہ)

نمبر ۲۰-۴/۴/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے اسٹیشن - حیدر آباد ۵۰۰۰۲۷ (آندھرا پردیش)

AUTHORISED JEEP JOBBERS PARTS
AUTHORISED DISTRIBUTORS
AMBASSADOR - TREKKER
BEDFORD - CONTESSA
AUTHORISED DEALERS
PERKINS P3,P4,P6,P6/354

آٹو ٹریڈرز
۱۶ - مینگو لین - کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

AUTO TRADERS,
16 - MANGOE LANE
CALCUTTA - 700001
تار کا پتہ :- "AUTOCENTRE"

ہر قسم کی گاڑیوں، پٹرول و ڈیزل کار - ٹرک - بس - جیپ اور ماروتی کے اصلی پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

ٹیلیفون نمبرز :- 28-5222 اور 28-1652

"ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ نشان دکھاتا ہے۔"
(ملفوظات جلد پنجم ص۲۶۴)

AIR®
CALCUTTA - 15.

پیش کرتے ہیں :-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے !